ستمبر
2022ء

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝٥ (القرآن:54)

ماہنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 16 | وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القران) | صفر : 1444ھ

شمارہ : 09 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | ستمبر : 2022ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت

- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت: محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ، چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرتعاون: اندرونِ ملک 600 روپے

معمول کا شمارہ: 60 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقی رحمہ اللہ	9
نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت	5	انجینئر عبداللہ اسماعیل	28
دورِ فتن کی علامات (1)	6	محمد نعمان اصغر	41
تربیت اولاد کے اسلامی اصول (10)	7	حافظ خالد حیات محمود	53
یادِ فاروقی	8	محمد منظور انور	58
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم است	9	عبداللہ ابراہیم	62

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کردیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری
انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

قرآن مجید
کے ساتھ
چند لمحات

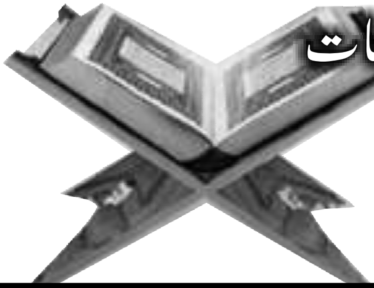

(02)	اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	آیات
سورۃ البقرۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	212-208

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ

O believers! Enter Islam (obedience of Allah and his messenger) completely;

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

اور شیطان کے پیچھے نہ چلو

And don’t follow the footsteps of Shaitaan.

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٠٨﴾

وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے

Surly he is your open enemy.

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ

پھر اگر احکامِ روشن پہنچ جانے کے بعد لڑکھڑا جاؤ

But, if you slide back, after the clear signs have reached you

فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۲۰۹﴾

تو جان رکھو کہ اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے

Then keep in mind that Allah is: Mighty, Wise.

هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ وَالۡمَلٰٓئِکَةُ

کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان پر اللہ (کا عذاب) بادل کے سائبانوں میں آنازل ہو اور فرشتے بھی (اتر آئیں)

Are they waiting for Allah and the angels to appear to them, From the canopies of clouds

وَ قُضِیَ الۡاَمۡرُ

اور کام تمام کر دیا جائے

While the decision of the case (to exterminate them) has already been taken.

وَاِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۲۱۰﴾

اور سب کاموں کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے

Ultimately! All the cases will be referred back to Him

سَلۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ

(اے محمد ﷺ) بنی اسرائیل سے پوچھو

Ask the sons of Israel,

کَمۡ اٰتَیۡنٰهُمۡ مِّنۡ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ

کہ ہم نے ان کو کتنی کھلی نشانیاں دیں

“How many clear signs: We had given them!”

وَمَنۡ یُّبَدِّلۡ نِعۡمَةَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُ

اور جو شخص اللہ کی نعمت کو اپنے پاس آنے کے بعد بدل دے

As for those who alter the favour of Allah,

after it has reached them

فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾

تو اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے

Then Allah is severe in punishment too.

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اور جو کافر ہیں ان کے لیے دنیا کی زندگی خوشنما کر دی گئی ہے

Life of this world has been made
charming to non-believers

وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں

Hence they mock at believers.

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

لیکن جو پرہیزگار ہیں وہ قیامت کے دن ان پر غالب ہوں گے

But those who fear Allah , will rank above them,
on the day of judgment.

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے

And Allah will grant, without measures
whomever He wants.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

اِیَّاکُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ

تم معمولی سمجھے جانے والے (یعنی صغیرہ) گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ

فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهُ

کیونکہ یہ آدمی پر جمع ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اُس کو ہلاک کر دیتے ہیں

وَاِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلًا:

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی ایک مثال بھی بیان کی ہے

كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوا أَرْضَ فَلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيعُ الْقَوْمِ

جیسے کچھ (مسافر) لوگوں نے جنگل میں پڑاؤ ڈالا، پھر ان کے کھانے کا وقت ہوا

فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ فَيَجِيءُ بِالْعُودِ

پھر ہوا یہ کہ ایک آدمی جاتا اور وہ ایک لکڑی لے آتا

وَالرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْعُودِ حَتّٰى جَمَعُوْا سَوَادًا

اور دوسرا آدمی جاتا وہ بھی ایک لکڑی لے آتا (اسی طرح ہوتا رہا)

یہاں تک کہ انھوں نے ایک ڈھیر جمع کر لیا

فَأَجَّجُوْا نَارًا وَأَنْضَجُوْا مَا قَذَفُوْا فِيْهَا

پھر انھوں نے آگ جلائی اور جو کچھ انھوں نے اس میں ڈالا تھا وہ سب انھوں نے پکا لیا

(جیسے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں جمع ہو کر بڑی آگ کا موجب ہیں بعینہٖ چھوٹے گناہ جمع ہو کر ہلاکت کا موجب ہیں)

الجَامِعُ الصَّغِیْر فی احادیث البشیر والنذیر، للامام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ

حرفِ آرزو

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حالیہ قیامت نما سیلاب اور توبہ

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

انسان خطا کار ہے مگر اچھا انسان وہ ہے جس سے جب خطا سرزد ہو جائے تو فوراً غلطی کے احساس پر توبہ کرلے۔ قرآن پاک میں ایسے لوگوں کی توبہ جو غلطی کریں مگر جلدی توبہ کرلیں، توبہ کی قبولیت کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ مگر ایسی خوبصورت توبہ کرنے والے بہت کم لوگ ہوتے ہیں، اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے کہ وہ غلطی پر غلطی کرتے چلے جاتے ہیں احساسِ گناہ بھی ہوتا ہے مگر توبہ نہیں کرتے یا توبہ کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ سچی توبہ تو یہ ہے کہ انسان کو کیے ہوئے گناہ پر ندامت ہو، وہ گناہ والی زندگی چھوڑ دے اور آئندہ کبھی گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔ اس طرح کی سچی توبہ کے لیے فرمان رسالت ہے: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ (ابن ماجہ، عن ابی سعید) گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے وہ جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ایسی توبہ ہر شخص جوان، بوڑھے، عورت، مرد کو کرنی چاہیے مگر ہم میں سے اکثر لوگ ایسا نہیں کرتے۔

انسان کو توبہ پر آمادہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک انداز یہ ہے کہ وہ انسان کو انفرادی سطح پر مصیبتوں اور امتحانوں میں ڈال دیتا ہے، مثلاً کبھی کاروباری نقصان سے دوچار کر دیتا ہے کہ شاید اسے احساس ہو کہ کوئی 'ہستی' ہے جو اس کے معاملات کو درہم برہم کر سکتی ہے جس کے ہاتھ میں اس کی زندگی، موت، عزت، صحت، سب کچھ ہے' شاید اس طرح توبہ پر آمادہ ہو جائے۔ اگر انسان اس طرح بھی توبہ پر آمادہ نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اجتماعی سطح پر پوری پوری قوم کو آفاتِ سماویہ یا

آفاتِ ارضی سے دوچار کر دیتا ہے۔زلزلہ،سیلاب،قحط،خشک سالی،سب اسی کی مثالیں ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:وَ لَنُذِيقَنَّهُم مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (الم السجدہ:21) ’’اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا عذابِ دنیا کا بھی مزہ چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں‘‘۔گویا جس بندے سے اس کے دل کے خلوص یا سابقہ اچھی روش کی وجہ سے توبہ کی اُمید ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسا ماحول فراہم کر دیتے ہیں کہ وہ توبہ کر لیتا ہے اور گوہرِ مقصود ہاتھ آجاتا ہے کہ وہ دوزخ سے بچ جاتا ہے اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔اسی طرح جس قوم سے اللہ تعالیٰ کو خاص لگاؤ ہے اور اس سے توقعات ہیں ایسی قوم کے لیے بھی اللہ تعالیٰ خاص حالات پیدا کرتا رہتا ہے اور گھیر کر اس کو ایسی جگہ لے آتا ہے کہ وہ قوم توبہ کر لے۔۔۔ملک خداداد پاکستان میں گزشتہ کئی سالوں سے ’عذابِ اَدنیٰ‘ کے اشارے رُونما ہو رہے ہیں۔زلزلے، پانی کی قلّت، خشک سالی، سیلاب، انسانوں اور مویشیوں میں وبائی بیماریاں، وسائل رزق کی کمی، مہنگائی اور ملکی سطح پر نااتفاقی وغیرہ جو ہمیں جگانے کے لیے کافی ہیں کہ ہم جاگیں، اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں اور اپنے ربّ کے حضور توبہ کریں تاکہ وہ ہم سے راضی ہو اور ہم پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

سیلاب کی تباہ کاریوں پر ہر طرف مظلوم عوام دربدر، بھوک افلاس احتیاج کا دور دورہ، وسائل کی کمی، فصلوں کی تباہی، اجناس کی تباہی سے سبزیوں اور اجناس کی قلّت کا خوف اور مہنگائی کے اس ماحول میں اپنے اور اپنے ہموطن عزیزوں کے حالات دیکھ یا سن کر انسان کا دل نرم ہونا چاہیے۔یہ ایسا اجتماعی ماحول ہے کہ ضمیر انسانی بھی (مردہ نہ ہو گیا ہو تو) انسان کو اندر سے کچوکے لگاتا ہے کہ توبہ کر لو۔ان حالات میں بھی ہم انسان اور مسلمانانِ پاکستان توبہ نہ کریں تو ہم کیسے انسان ہیں؟اور کیسے مسلمان ہیں؟ ؎

موسم اچھا ، پانی وافر ، مٹی بھی زرخیز   جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان!

حالات ایسے ہوں اور پھر بھی ہم توبہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنی بارگاہ میں سچی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے۔آمین یارب العالمین

دورۃ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُورَةُ البَقَرَة

آیات 130 تا 141

وَ مَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّۃِ اِبۡرٰہٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِہَ نَفۡسَہٗ ۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت کو تو وہی شخص چھوڑے گا جس نے اپنے آپ کو احمق بنالیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اتنے محترم انسان ہیں اللہ نے ان کو ہر طریقے پر آزما لیا ہے اور وہ انسانیت کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں تمام لوگوں کے لیے ایک آئیڈیل انسان ہیں، ان کے بارے میں فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت سے، ان کے طریقے سے جو بھی کوئی ہٹے گا وہ تو بڑا ہی گھٹیا انسان ہے۔ جس نے اپنے آپ کو بہت ہی نیچے گرا لیا ہے وہی شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو چھوڑ سکتا ہے اور کوئی شخص اس کی جرأت نہیں کرسکتا، اس کا خیال بھی نہیں لا سکتا یعنی جو آدمی اپنی فطرت سے ہی ہٹ جائے اس کی فطرت مسخ ہو جائے، اللہ نے جو اس میں صلاحیتیں ودیعت کی ہیں اندر ضمیر رکھا ہے نیکی اور بدی کی تمیز رکھی ہے اس کی یہ ساری صلاحیتیں ختم ہو جائیں تبھی شاید اس کے دل میں خیال آئے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو چھوڑ دے۔ یہ قریش کی طرف اشارہ ہے یا جو لوگ یہودی ہونے کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احکام کی پیروی نہیں کر رہے ان کی تعلیمات پر نہیں چل رہے یا عیسائی ہونے کے باوجود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محترم ماننے کے باوجود ان کے دین فطرت کی طرف نہیں آ رہے بلکہ

تثلیث اور پاپائیت کی طرف جارہے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی فطرت کو مسخ کرچکا ہے، جس نے اپنے آپ کو احمق بنالیا ہے اور جس نے اپنے نفس کو بہت ہی نیچے گرالیا ہے وہی شخص حضرت ابراہیم کی ملت کو چھوڑے گا۔ اس کو سورۃ اعراف میں دوسرے الفاظ میں کہا گیا کہ ﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾۔ یعنی جس نے اپنے آپ کو حیوانوں کی سطح پر گرالیا ہے، اس کے علاوہ کوئی شخص بھی حضرت ابراہیم کی ملت سے انکار نہیں کرسکتا۔

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا — اور بے شک ہم نے ان کو منتخب کیا تھا دنیا میں

وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ — اور یقیناً آخرت میں بھی وہ نیکوکار لوگوں میں سے ہوں گے

یعنی وہاں بھی ان کی عزت ہوگی اور احترام ہوگا۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ — اور (یہ بھی ان کی تاریخ کا ایک واقعہ ہے کہ) جب اللہ نے حضرت ابراہیم سے فرمایا تھا: میرا کہنا مانو

یعنی حکم برداری کرو، فرمانبرداری کرو

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ — انھوں نے عرض کی تھی: میں رب العالمین کی فرمانبرداری اختیار کرتا ہوں۔

تمام عالموں کا جو رب ہے میں تو اسی کی حکم برداری کرتا ہوں اس کی تابعداری کا اقرار کررہا ہوں۔

وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ — اور یہی وصیت کرگیا تھا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب

یعنی حضرت ابراہیم خود اللہ کے فرمانبردار تھے اور انھوں نے یہی وصیت کی تھی اپنے بیٹوں کو اسماعیل کو بھی اور اسحاق کو بھی اور پھر حضرت اسحاق کے بیٹے حضرت یعقوب بھی اپنی اولاد کو یہی وصیت کرکے گئے تھے۔ وہ وصیت کیا تھی - - - -

يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ — اے بیٹو! اے میری اولاد! بے شک اللہ نے چن کردے دیا ہے تمھیں یہ دین۔

دین اسلام دین فطرت یہ اللہ نے تمھیں دیا ہے تمہارے لیے پسند کرلیا ہے۔

اس میں معنوی طور پر میں اور آپ بھی شریک ہیں کہ اللہ نے ہمیں مسلمان بنایا ہے اس دین کا علمبردار بنایا ہے اس دین کا پیروکار بنایا ہے کم از کم زبان سے تو کلمہ شہادت پڑھ ہی رہے ہیں اب اس سے آگے اس کی معنویت کو حاصل کرنا اس پر عمل کرنا اس کے تقاضے ادا کرنا اس کے لیے اپنے جان اور مال اور سر اور دھڑ کی بازی لگا دینا اس کا مرحلہ باقی رہ گیا یہ بھی اگر ہم کر گزریں تو آخرت کی کامیابی یقینی ہے۔

انہوں نے وصیت یہ کی تھی کہ دیکھو!

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم اللہ کے فرمانبردار ہو۔

قرآن مجید میں سورۂ آل عمران کی آیت 102 میں مسلمانوں کے لیے بھی اس طرح کے الفاظ آئے ہیں ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم اللہ کی فرمانبرداری کر رہے ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چونکہ موت کا وقت معلوم نہیں ہے وہ کبھی بھی اور کسی بھی حال میں آ سکتی ہے سوتے میں آ جائے جاگتے میں آ جائے سڑک پر آ جائے دفتر میں آ جائے۔ لہٰذا ہر آن بندے کو اللہ کے احکام کی پیروی کرنی چاہیے۔ مبادہ کسی ایک وقت میں وہ اللہ کی نافرمانی کر رہا ہو اور اسی وقت موت آ جائے اور اس کی موت ایک نافرمانی والی موت لکھی جائے۔ لہٰذا ہر وقت اللہ کی فرمانبرداری اور تابعداری اختیار کرو۔

آگے ان کی تاریخ کے ایک اور واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی جب وہ آخری دموں پر تھے اس وقت اپنے بیٹوں کو بلا کر وصیت کی تھی۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ کیا تم موجود تھے جب حضرت یعقوبؑ کی موت کا وقت قریب آیا تھا

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا: بیٹو! بتاؤ میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟

اب انبیاء علیہم السلام کی میراث چونکہ علم اور اللہ کی ہدایت ہے اسی لیے وہ اپنی اولاد سے سوال بھی کرتے ہیں وصیت بھی کرتے ہیں تو اسی طرح کی کرتے ہیں۔ ایک کاروباری انسان جس

کے آٹھ دس کارخانے ہوں وہ مرتے وقت اپنے بیٹوں کو جو کچھ وصیت کرے گا اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں لیکن ایک نبی کا معاملہ بہت مختلف ہے۔ حضرت یعقوب اپنے بیٹوں کو موت کے وقت جمع کر کے جو بات پوچھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ بیٹو بتاؤ تم میری موت کے بعد کس کی بندگی کرو گے؟

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ انہوں نے عرض کی کہ (ابا جان) ہم بندگی کریں گے آپ کے معبود کی۔

وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اور جو آپ کے بڑے ہیں یعنی ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق، ان کا جو الٰہ ہے ہم اسی کی بندگی کریں گے وہی ایک الٰہ ہے

اسی کی ہم بندگی کریں گے یعنی اس آبائی دین سے ہم نہیں پھریں گے

وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۱۳۳ اور (ہم وعدہ کرتے ہیں کہ) ہم اس کے فرمانبردار رہیں گے

اب یہود چونکہ اسی تاریخ کی بنیاد پر دعویٰ کر رہے تھے کہ آخری نبی بھی ہم میں آنا چاہیے لہٰذا اللہ نے اس کی جڑ کاٹ دی ہے

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ یہ لوگ ایک امت تھے ایک گروہ تھا جو چلے گئے اُن کے لیے وہ کچھ ہے جو اُنہوں نے کمایا۔

انھوں نے بڑی نیکیاں کمائیں، بڑے اچھے کام کیے، اللہ کی فرمانبرداری میں زندگی گزاری، ان کو اس کا اجر ملے گا۔

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ اور تمہارے لیے وہ کچھ ہوگا جو تم کما رہے ہو۔

اگر پلے کچھ ہے تو اجر مل جائے گا اور اگر نہیں ہے تو پھر کسی بات کی امید نہ رکھو اگر زندگی کے چلن یہی ہیں جو سامنے ہیں تو پھر کسی نیک رویے کی توقع مت رکھو۔

وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۴ اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے

تم سے تمہارے بارے میں سوال ہوگا۔ یہ جو ''پدرم سلطان بود'' (یعنی ہمارے آباء و اجداد بڑے بزرگ اور اچھے لوگ تھے) کی بنیاد پر آدمی اپنا بھی حق سمجھتا ہے کہ میں بھی اللہ کے ہاں بخشا جاؤں گا اور اپنے والدین کے ساتھ چھپتا چھپاتا میں بھی کہیں جنت میں گھس جاؤں گا، یہ تصور غلط ہے اللہ تعالیٰ اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس کی جڑ کاٹ رہے ہیں کہ تم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے، تم سے تمہارے بارے میں سوال ہوگا اگر تمہارے دفتر میں کہیں عمل

ہیں تو پیش کرو۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى اور اہل کتاب یہ کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ۔

جیسے پہلے بھی یہ بات گزری ہے کہ آپس میں یہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں لیکن مسلمانوں کے مقابلے میں کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ

تَهْتَدُوْا تو تم ہدایت یافتہ ہو گے

ورنہ اللہ کے سامنے تم ہدایت یافتہ شمار نہیں ہو سکتے۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ ہم نے تو ابراہیم کی ملت کو یکسوئی کے ساتھ اختیار کر لیا ہے۔

اصل ہدایت تو ملت ابراہیمی پر چلنا ہے اور وہ ہے یکسوئی کے ساتھ اللہ کی بندگی کرنا۔ ملت ابراہیمی پر چلنا یعنی ان کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنا یہ ہے آخرت کی کامیابی کا اصل ذریعہ۔ صرف یہودی ہو جانا یا نصرانی ہو جانا یہ کوئی کامیابی کا ذریعہ نہیں ہے۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٣٥ اور حضرت ابراہیم مشرکین میں سے نہیں تھے

یعنی یہودی یا نصرانی ہونا یہ تصور تو ابراہیم علیہ السلام کے بعد کا ہے اس تصور کو ان کے ساتھ فٹ کر دینا یہ زیادتی ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا بلکہ اے مسلمانو! تم تو یوں کہو ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا ہے

وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور اس پر جو کچھ نازل ہوا تھا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد کی طرف

وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى اور جو کچھ ملا تھا موسیٰ کو اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو

وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور جو ملا دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے۔

حضرت ابراہیم کی اولاد میں جو معروف پیغمبر ہیں ان کا تو نام بنام تذکرہ ہے لیکن جو غیر معروف پیغمبر ہیں یا دنیا کے دوسرے خطوں میں کہیں آئے ہیں ان کا عمومی انداز میں تذکرہ ہے اس لیے کہ اگر ان کے نام لیے جاتے یا ان کا ذکر کیا جاتا تو پھر کئی سوال پیدا ہو جاتے کہ وہ کہاں

ہیں؟ کون سا خطہ ہے؟ کیسے نبی تھے؟ ان کی تعلیمات کیا تھیں؟۔لہٰذا جن پیغمبروں کی تاریخ مڈل ایسٹ کے علاقہ سے متعلق ہے ان کا تو نام بنام ذکر ہے دوسروں کا ذکر اس طرح ہے کہ وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ (اور جو کچھ دوسرے نبیوں کو اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا) ہم اجمالی طور پر ان سب کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے تھا۔

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ہم ان (انبیاء اور رسولوں) میں تفریق نہیں کرتے۔

تفریق بین الرسل کے معنی ہیں کہ رسولوں کا ایک سلسلہ ہے اس میں سے ایک رسول کو نہ ماننا باقیوں کو ماننا یہ تفریق بین الرسل ہوگئی۔ایک زنجیر ہے اس میں سے آپ ایک جوڑ کو کاٹ دیں گے تو پوری زنجیر کٹ جائے گی وہ سلسلہ ختم ہوگیا۔تو یہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک انبیاء کرام کی ایک سنہری زنجیر ہے ان میں کسی ایک نبی کا بھی انکار کر دیا جائے گا تو وہ زنجیر تو کٹ گئی۔لہٰذا ہم اصولی طور پر سب نبیوں کو مانتے ہیں جن کا نام قرآن میں ہے ان کو نام بنام مانتے ہیں جن کا نام قرآن میں نہیں ہے ان کو اجمالی طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ اور ہم اسی پروردگار کے فرمانبردار ہیں۔

آگے اہل کتاب سے پھر خطاب ہے۔ پہلے بھی ایک آیت آئی تھی جس سے کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی کہ بخشش کے لیے بس اللہ پر اور آخرت پر ایمان کافی ہے خواہ کوئی یہودی ہو یا نصرانی ہو۔وہ جو برہمو سماج کا تصور تھا اس کی نفی ہے۔صرف ایک آیت پکڑ کر اس سے نتیجہ نکال لینا یہ تو قرآن مجید کے ساتھ ظلم ہے۔اب یہ آیت بھی اسی پارے میں ہے چند رکوعوں کا فصل ہے کہ بنی اسرائیل کو ہی کہا جا رہا ہے

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا سو اگر وہ ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔

ہدایت پالیں گے

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ اور اگر یہ پھر جائیں (یعنی اس طرح ایمان نہ لائیں) تو پھر یقیناً یہ ضد پر ہیں۔

اس لیے کہ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ہماری کتابوں میں درج نہیں ہے یا ہمیں سمجھ میں نہیں

آ رہی، پہچان نہیں ہو رہی۔ پہچان تو ہو رہی ہے پھر بھی نہیں مان رہے تو یہ ضد ہے۔

فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ سو اب کافی ہے آپ کی طرف سے ان کو اللہ

یعنی اب اللہ ان سے نمٹ لے گا آپ نے سمجھانا تھا حق ادا کر دیا

آیت کا یہ ٹکڑا فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ اس کے ساتھ یہ واقعہ منسوب ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو خلیفہ ثالث ہیں، جب شر پسند لوگوں نے ان کو ان کے گھر کے اندر گھس کر شہید کیا تو اس وقت وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، ان کا خون اس آیت کے ٹکڑے پر گرا ہوا ہے، قرآن مجید کا وہ نسخہ ترکی میں اب بھی محفوظ ہے اس آیت کے ٹکڑے پر ان کا خون اسی کھلے قرآن پر گرا تھا جو بعد میں محفوظ کر لیا گیا وہ نسخہ آج بھی موجود ہے۔ گویا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ جو قاتلینِ عثمان ہیں میں ان کے لیے کافی ہوں، میں نمٹ لوں گا ان سے۔

وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝١٣٧ اور وہ اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

صِبۡغَةَ اللّٰهِ اللہ کا رنگ کیا ہی اچھا رنگ ہے (ہم نے اسی کو قبول کر لیا ہے)

وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً اور اللہ کا رنگ (یعنی اللہ کی تابعداری، اور فرمانبرداری کا رنگ) جس پر چڑھ جائے اس سے بہتر کون سا رنگ ہو سکتا ہے۔

وَّنَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ ۝١٣٨ اور ہم اسی اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں۔

قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِى اللّٰهِ اے نبی اہل کتاب سے کہہ دیجیے کہ بھلا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑا کرتے ہو۔

تم بھی اسی اللہ کو مانتے ہو ہم بھی اسی اللہ کو مانتے ہیں پھر اللہ کے بارے میں کیا جھگڑا ہے۔ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمۡ وہ تو ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے

وَلَنَآ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال

اس اللہ کو مان کر ہم جو کچھ کر رہے ہیں جو طرزِ عمل ہمارا ہے وہ بھی لوگوں کے سامنے ہے اور اسی اللہ کو رب مان کر جو کرتوت تمہارے ہیں وہ بھی لوگوں کے سامنے ہیں جیسے آج بھی کہا

جائے کہ ہماری تاریخ بھی ہے ان کی تاریخ بھی ہے دیکھ لو کہ یہود نے تاریخ میں کون سے کرتوت کیے ہیں جیسے پیچھے دس رکوع آئے ہیں اور مسلمانوں کی تاریخ کیسی ہے تو لوگ خود ہی فیصلہ کرلیں گے کہ صحیح لوگ، اللہ کا کہنا ماننے والے کون ہیں اور غلط لوگ، جھوٹے دعویدار کون ہیں۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اور ہم تو اسی اللہ کے لیے اپنے دین کو خالص کیے ہوئے ہیں۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ ان سے پوچھئے کہ (اے اہل کتاب) کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد

كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى یہودی تھے یا نصرانی تھے؟

یہ تو تصورات ہی بعد میں آئے ہیں یہ تو ایسے ہی ہے جیسے آج کے دور میں کوئی کہے کہ صحابہ کرامؓ حنفی تھے یا شافعی تھے یا حنبلی تھے یا مالکی تھے ان چاروں مذاہب میں سے ان کا کون سا مذہب تھا۔ یہ سارے سلسلے تو ان کے بعد پیدا ہوئے ہیں تو ان کے ساتھ اس بات کی نسبت کرنا ظلم ہے زیادتی ہے۔ اسی طریقے پر حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے ساتھ سابقے لاحقے لگا دینا کہ وہ یہودی تھے یا نصرانی تھے یہ تاریخ کو مسخ کرنے والی بات ہے ان پر ظلم ہے زیادتی ہے۔

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ اے نبی ان سے پوچھئے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا کہ جس نے چھپائی شہادت جو اللہ کی طرف سے اس کے پاس آئی ہوئی تھی

اس کے پاس کوئی حق تھا جو اللہ کی طرف سے اس کے پاس آیا ہوا تھا اس نے اس کو چھپایا۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

اللہ نوٹ کر رہا ہے ہر چیز کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے۔ اب تمہیں کھلی چھوٹ دے رکھی ہے دنیا میں اختیار دے رکھا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ تمہارا ہاتھ نہیں پکڑ رہا لیکن کل کو جب حساب کتاب ہوگا تمہارا سارا کچا چٹھا نامہ اعمال تمہارے سامنے کرا دیا جائے گا۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وہ اچھے لوگ تھے وہ چلے گئے ان کے لیے وہ ہے

جوانہوں نے کمایا۔

نیکیاں کمائیں اچھائیاں کمائیں ان کو اس کا بدلہ بھرپور ملے گا اللہ دے گا

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ اور تمہارے لیے وہ کچھ ہے جو تم کمار ہے ہو۔

تمہارے نامہ اعمال میں کیا ہے بتاؤ۔ ع پیش کر غافل عمل اگر کوئی دفتر میں ہے۔ کچھ ہے تو لا کر دکھاؤ۔

وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤١﴾ اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ تمہارے باپ دادا کیا کرتے رہے۔

نہ ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہاری اولاد کیا کرتی رہی ہر ایک سے اس کے اپنے بارے میں سوال ہوگا کہ تم کیا کر کے لائے ہو۔

آیات 142 تا 147

اب یہاں سے دوسرا پارہ بھی شروع ہو رہا ہے اور اس تمہید کے بعد تحویل قبلہ کا حکم اور اس پر تبصرہ بھی شروع ہو رہا ہے اور جیسے پہلے یہ بات عرض کی تھی کہ تحویل قبلہ ایک بڑا واقعہ تھا اور اس کے مختلف پہلو تھے اس واقعہ نے ماحول کو ایسا متاثر کیا تھا کہ ہر ایک کی زبان پر یہی واقعہ تھا۔ اس میں ایک آزمائش مکے والوں کی ہوئی کہ جب تک محمد رسول اللہ ﷺ مکے میں تھے تو قریش ان کو اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہے تھے جب وہاں سے آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے تو قریش والوں نے ایک درجے میں سکھ محسوس کیا کہ یہ جو ہمارے لیے ہر روز کی مصیبت تھی وہ تو ٹل گئی (ان کے الفاظ میں)۔ اس میں اہل کتاب کے لیے بھی آزمائش ہوئی کہ حضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہل کتاب کے قبلے کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے، انہوں نے سمجھا کہ ہمارے ہی ہمارے پیچھے چلنے والے (CAMP FOLLOWERS) لوگ ہیں، ان کے اور ہمارے درمیان کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ اور منافقین اور کمزور اہل ایمان کا بھی امتحان ہوا۔ خاص طور پر جو ہجرت کر کے آئے تھے ان کو بیت اللہ سے ایک خاص نسبت تھی خاص محبت تھی مکے کے رہنے والے تھے ان کو یہاں آ کر جب بیت المقدس کی طرف منہ اور کعبے کی طرف پشت کر کے نمازیں پڑھنی پڑیں تو ان کا بھی امتحان ہو گیا کہ ان کو کعبے سے زیادہ محبت ہے یا محمد رسول اللہ ﷺ

کے حکم کی فرمانبرداری زیادہ محبوب ہے، جب قبلہ تبدیل ہوا تو ایک اور طرح کا امتحان ہو گیا۔ جب تحویلِ قبلہ ہوا تو قریش مکہ کے کان بھی کھڑے ہو گئے کہ یہ محمد (ﷺ) نے تو ادھر منہ کر کے نمازیں پڑھنی شروع کر دی ہیں اور کوئی قوم اپنا قبلہ دشمن کے قبضے میں اسی وقت تک برداشت کر سکتی ہے جب تک طاقت نہیں ہے۔ جیسے ہی ان کے پاس طاقت آئے گی یہ بات از خود واضح ہے کہ وہ ان پر حملہ کریں گے اس کو آزاد کروائیں گے، دشمنوں کے پنجے میں تو رہنے ہی نہیں دیتے۔ جیسے بیت المقدس جو پہلے ہمارا قبلہ تھا ہم اس کو بھی اسرائیل کے قبضے میں برداشت نہیں کر رہے تو جو اصل قبلہ ہے اس کا مشرکین مکہ کے قبضے میں ہونا کیسے برداشت کیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا قریش کے کان کھڑے ہو گئے کہ مسلمان اس کو آزاد کروانے لازماً آئیں گے۔ اہلِ کتاب کی پھر آزمائش ہو گئی پہلے وہ سمجھتے تھے ہمارے پیچھے چلنے والے لوگ ہیں جب قبلہ تبدیل ہو گیا تو انہوں نے سمجھا یہ تو ہمارے پیچھے چلنے والے نہیں ہیں یہ تو مختلف لوگ ہیں۔ اور اہلِ ایمان کی بھی آزمائش ہو گئی۔ اہلِ کتاب کے زیرِ اثر منافقین نے شور مچا دیا کہ ان کا تو کوئی مستقل قبلہ ہی نہیں ہے پہلے 16 مہینے ادھر منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے اب جنوب کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھ رہے ہیں نا معلوم اگلے چھ مہینے کے بعد کدھر منہ کر کے نمازیں پڑھنا شروع کر دیں گے ان کا تو کوئی مستقل قبلہ ہی نہیں ہے۔ اب اس میں ایک ہلچل سی مچ گئی اور تمام لوگوں کی زبان پر یہ واقعہ آ گیا۔ یہ 17 واں اور 18 واں رکوع اسی بارے میں تبصرہ ہے۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ عنقریب بیوقوف لوگ یہ کہیں گے۔

کم سمجھ لوگ جو حالات کی گہرائی میں اُتر کر نہیں دیکھتے ظاہری احوال کو دیکھتے ہیں جو حالات کی حقیقت ہوتی ہے اس پر ان کی نظر نہیں جاتی وہ بیوقوف لوگ ہیں جو عنقریب یہ کہیں گے

مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا کس چیز نے ان کو پھیر دیا ہے اس قبلے سے جس پر وہ پہلے تھے۔

کیا ہو گیا مسلمانوں کو کہ اب دوسرے قبلے کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھ رہے ہیں

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ اے نبی ﷺ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ ہی کے لیے ہے مشرق و مغرب

اور شمال وجنوب، سب سمتیں اللہ ہی کی ہیں۔ جیسے دو رکوع پہلے ہم آیت پڑھ چکے ہیں ﴿وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ﴾ اللہ کے لیے مشرق اور مغرب ہے جدھر بھی رخ کرو اللہ وہاں موجود ہے۔ یہ جو ایک قبلہ اور ایک رُخ کا تعین ہے یہ تو اجتماعیت کے لیے، نظم کے لیے ہے۔

یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔

اب اللہ کیسے فیصلہ کرتا ہے؟ جس شخص کے اندر اس کی طلب دیکھتا ہے پیاس دیکھتا ہے تڑپ دیکھتا ہے جو آدمی اس کے لیے محنت کر رہا ہے، اس کے تقاضے پورے کر رہا ہے، اس کے لیے کوشش کر رہا ہے، اے اللہ مجھے ہدایت ملے، میں سیدھا راستہ چاہتا ہوں کہ مجھے ملے۔ جیسے سورۃ العنکبوت کی آخری آیت میں کہا گیا ﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا﴾ جو لوگ ہمارے راستے میں کوشش کریں گے جہاد کریں گے مجاہدہ کریں گے ہم لازماً ان کو سیدھا راستہ دکھائیں گے۔ جب قرآن مجید میں کہا جاتا ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان کی کوشش کو اس میں دخل نہیں ہے، اس کی نفی ہو رہی ہے بلکہ اللہ دیکھتا ہے کون اس کو DESERVE کر رہا ہے اور PRE-QUALIFY کر رہا ہے، اسی کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ ایسے تو نہیں ہے کہ ایک آدمی چاہتا ہی نہ ہو سیدھے راستے پر آنا اور اس کو کان سے پکڑ کر سیدھے راستے پر لگا دیا جائے، یہ اللہ کی سنت کے خلاف ہے۔ ہاں جو کوشش کر رہا ہے لگا ہوا ہے اللہ تعالیٰ جب ایک خاص معیار پر دیکھ لیتا ہے کہ ہاں یہ اپنی کوشش میں سچا ہے اپنی طلب میں صادق ہے اس کو سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔

آگے تحویل قبلہ کے حکم کے ساتھ جو اس کی اصل غرض وغایت ہے وہ بیان کر دی۔ ایک اُمت آہستہ آہستہ پس پردہ جا رہی ہے اور ایک دوسری اُمت آہستہ آہستہ سامنے لائی جا رہی ہے اُمت مسلمہ کی گویا کہ اللہ کے نمائندے کے طور پر اس کی تاج پوشی کا اہتمام ہو رہا ہے اس کو اب رہتی دنیا تک ایک مقام عطا فرما جا رہا ہے اور یہود اور اہل کتاب کو معزول کیا جا رہا ہے، ان پر جو فرد قرار داد جرم 9 رکوعوں میں آئی ہے اس کے بعد ان کو ہٹایا جا رہا ہے کہ یہ حقیقت ہے تم اس کا

انکار نہیں کر سکتے تم نے اس منصب کا حق ادا نہیں کیا لہٰذا تم معزول کیے جا رہے ہو اور اب ایک اور امت ہے جو وجود میں آ چکی ہے اُس کو ہم اِس مقام پر فائز کر رہے ہیں اور اس آیت کا جو عام الفاظ میں مفہوم ہے وہ یہ ہے کہ جب تک نبوت اور رسالت کا سلسلہ جاری تھا IN-PERSON نبی اور رسول آتے رہے ایک شخصیت آتی تھی وہ نبی ہوتے تھے یا رسول۔ ختم نبوت اور ختم رسالت کے بعد اب کوئی ایک شخص معین نبی اور رسول نہیں آئے گا انبیاء کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا ہے رسولوں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ اب وہ رسولوں کا کام اجتماعی طور پر اس اُمت کے ذمے لگایا جا رہا ہے، اس امت مسلمہ کو اس مقامِ رسالت پر فائز کیا جا رہا ہے اس امت کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ وہ مقام اور منصب جو رسالت کا منصب ہے وہ اجتماعی طور پر اللہ اس امت کو دے رہا ہے کسی ایک شخص کے لیے نہیں ہے اجتماعی طور پر ہے۔ اور امت کے جو افراد ہیں ان میں بھی برابر برابر تقسیم نہیں کیا جا رہا جیسے کیک کاٹ کر لوگوں کو حصہ دیا جاتا ہے بلکہ لوگوں کی صلاحیت کے مطابق۔ ایک آدمی تھوڑا پڑھا لکھا ہے اس کی ذمہ داری سے CONTRIBUTION میں تھوڑا ہی کفایت کر جائے گا اور ایک آدمی زیادہ پڑھا لکھا ہے اعلیٰ منصب پر فائز ہے، حکومت کے منصب پر فائز ہے، صدر ہے، اس کے ہاتھ میں قلم میں طاقت ہے اس سے پوچھا بھی اتنا ہی جائے گا کہ تم نے اس مقصد کے لیے کیا کیا۔ یہ ہے اس آیت کا مفہوم۔ گویا کہ ایک نئی امت کی جو ضروریات اور اس کے لیے جو بنیادی چیزیں ہیں وہ پوری ہو گئیں۔ ایک امت کے لیے کیا چیزیں ضروری ہو سکتی ہیں؟ ایک ہے اس کا کوئی رہنما ہو۔ جیسے یہود کے حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے، امت مسلمہ کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دوسری، کتاب اس کے لیے ضروری ہے۔ یہود کے لیے تورات تھی مسلمانوں کے لیے قرآن مجید ہے اور تیسری، کسی بھی امت کے لیے مرکز درکار ہے۔ یہود کے لیے وہ یروشلم تھا ہیکل سلیمانی تھا اور مسلمانوں کے لیے اب بیت اللہ ہے۔ یہ تینوں چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرما دی ہیں اور اس امت مسلمہ کا جو اجتماعی مقصد ہے وہ یہی ہے جو دنیا میں نبوت و رسالت کا تھا۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا اور اس طریقے پر اے مسلمانو! ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنا دیا ہے

لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ تا کہ تم ہو جاؤ گواہ لوگوں پر

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا — اور رسول ﷺ گواہ ہیں تم پر۔

جیسے اللہ کے رسول نے دین پہنچایا کردار سے عمل سے ہر طریقے سے دین پر عمل کر کے دکھا دیا اِتمامِ حجت کر دیا اسی طریقے پر اے مسلمانو، اے امت مسلمہ اب یہ تمہاری اجتماعی ذمہ داری ہے کہ تم اس دین پر عمل کر کے دنیا میں اس کے گواہ بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہ اب تمہاری ذمہ داری ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ — اور ہم نے نہیں مقرر کیا تھا وہ قبلہ جس پر آپ پہلے تھے مگر اس لیے کہ ہم جان لیں (یعنی ظاہر کر دیں)

مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ — کہ کون اللہ کے رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

گویا کہ سولہ مہینے جو محمد ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے وہ بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کر رہے ہیں کہ ہم نے آپ کو کہا تھا کہ ادھر نمازیں پڑھو۔ اگر چہ قرآن مجید میں اس کا کہیں حکم نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی حدیث بھی وحی خفی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں جو فرما رہے ہیں کہ ہم نے پہلے جو قبلہ بنایا تھا کہ اس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہو، وہ حکم قرآن مجید میں کہاں ہے؟ وہ لازماً حدیث میں ہے، وحی خفی میں ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو کسی طریقے پر بتایا گیا تھا۔ تو فرمایا ہم نے وہ قبلہ بنایا تھا جس پر آپ پہلے تھے ہم ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ کون اتباعِ رسول ﷺ کرتا ہے۔ یعنی جن لوگوں کو بیت اللہ سے محبت تھی ان کو سولہ مہینے اس کی طرف پشت کر کے اور یروشلم کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنا پڑیں اور جنہوں نے خلوص کے ساتھ پڑھیں اللہ کے اس امتحان میں کامیاب ہو گئے کہ وہ اپنی مرضی سے محبت کے معیارات قائم نہیں کیے ہوئے بلکہ اللہ کے رسول کی اتباع کرنے کو تیار ہیں جدھر اللہ کے رسول کہیں ادھر منہ کر کے نماز پڑھنے کو تیار ہیں۔

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ — اور یہ بڑی بات تھی سوائے اُن پر جن کو اللہ نے ہدایت دی

جو روایات اور اپنے آباء و اجداد کی ریتیں اور رسمیں ہوتی ہیں ان کو چھوڑنا کوئی

آسان کام نہیں ہوتا، اتنی جلدی آدمی نہیں چھوڑ سکتا لیکن اہل ایمان نے اس کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی اس آزمائش میں پورے اُترے۔

ایک سوال یہ بھی ہوا کہ سولہ مہینے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ کہاں گئیں؟ اور اس میں بھی کہا گیا چلو ہم تو توبہ کرلیں گے جو آدمی اس دوران وفات پا گیا اس کا کیا بنے گا؟ تو اللہ نے فرمایا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (نمازوں اور عبادت) کو ضائع نہیں کرے گا

اس وقت ORDER OF THE DAY یہی تھا کہ ادھر منہ کر کے نماز پڑھو لہٰذا جس نے اس وقت ادھر منہ کر کے نماز پڑھی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور آج کا ORDER OF THE DAY یہ ہے کہ ادھر منہ کر کے نماز پڑھو جو اب اللہ کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اب اطاعت کا تقاضا پورا کر دے گا لہٰذا کسی کی عبادت ضائع نہیں گئی، کسی کی نماز ضائع نہیں گئی، ان کی نماز بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا اور تمہاری نمازیں بھی قبول فرمالے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑا مہربان ہے اور رحم فرمانے والا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ہم دیکھتے رہے ہیں آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا

اس میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور التفات کا انداز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی بیت اللہ سے بہت محبت تھی، ہجرت کے وقت جب آپ ﷺ مکہ سے نکلے تھے تو آخری بات آپ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کہی تھی کہ مجھے تجھ سے بڑی محبت ہے لیکن یہ مکے والے مجھے تیرے قرب و جوار میں رہنے نہیں دیتے۔ حضور ﷺ کی کو احساس بھی تھا کہ پہلا گھر اللہ کا یہی ہے اور آپ کی خواہش بھی تھی کہ یہی قبلہ ہونا چاہیے، اس لیے آسمان کی طرف دیکھتے تھے یعنی انتظار کرتے رہتے تھے کہ کب اللہ کا حکم آئے لہٰذا اللہ نے بھی فرمایا

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا سو ہم پھیر رہے ہیں آپ کا رخ اس قبلے کی طرف جو آپ کو پسند ہے

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت والتفات کا انداز ہے کہ اے نبی آپ کو جو قبلہ پسند ہے جو آپ کی مرضی تھی اسی قبلے کی طرف آپ کا رخ کیے دے رہے ہیں

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اب پھیر لیجیے اپنا منہ اسی مسجد حرام کی طرف

وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ اور جس جگہ بھی تم ہوا کرو پھیروا اپنا رخ اسی قبلہ کی طرف

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہی حق ہے جو ان کے رب کی طرف سے ہے

یہ اہل کتاب بھی جانتے ہیں یہ قبلہ اصل قبلہ ہے ان کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ دنیا میں پہلا قبلہ یہ بیت الحرام ہے جو مکے میں اللہ کا گھر ہے۔ اگرچہ بظاہر ان میں سے کچھ لوگ مخالفت کر رہے ہیں

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٤﴾ اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ اور اگر آپ لے آئیں اہل کتاب کے پاس ساری نشانیاں

اگر آپ اہل کتاب کی ہر فرمائش پوری کر دیں اس کے باوجود

مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے

وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور آپ بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں ہیں

آپ ان کے قبلے کی طرف رخ نہ کیجیے

وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ اور نہ ان میں سے بعض پیروی کرتے ہیں بعض کے قبلہ کی

اب دو اُمتیں علیحدہ ہو چکی ہیں، دو گروہ علیحدہ ہو چکے۔ ایک مغضوب علیہم اُمت ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کی منعم علیہم امت ہے، نئی نئی امت بنی ہے۔ قدرے مشترک ان میں کوئی ہے ہی نہیں سوائے اس کے کہ ایک سابقہ امت ہے اور ایک موجودہ مسلمان امت ہے اس کے علاوہ اس متضاد اور مخالف نسبت کے علاوہ ان دونوں میں اب کوئی نسبت موجود نہیں ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر

آپ پیروی کریں گے ان اہل کتاب کی خواہشات کی ،اس کے بعد کہ آپ کے پاس العلم (ہدایت) آ چکا

بالفرض اگر آپ ایسا کریں گے

اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ تو آپ بھی پھر ظالموں میں سے ہو جائیں گے

اگر چہ اس کا امکان نہیں ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں

اس آیت میں ہٗ کی ضمیر قبلے کی طرف بھی ہوسکتی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف بھی ہوسکتی ہے کہ اہل کتاب کی کتابوں میں درج تھا کہ آخری نبی آئے گا ان کا قبلہ بھی یہ ہوگا جو مکے میں اللہ کا گھر (بیت اللہ) ہے۔تو جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہیں قبلے کو بھی اور اللہ کے رسول ﷺ کو بھی جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ان کو کوئی تشابہ نہیں ہے کوئی غلطی نہیں لگ رہی ہے۔

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ اور بے شک ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو حق کو چھپا رہا ہے

اس پر مٹی ڈال رہا ہے اس کو لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دے رہا ہے

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ جانتے بوجھتے

معلوم ہے کہ یہ حق ہے لیکن کوشش کر رہے ہیں کہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو جائے۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق وہی ہے جو اسی کی طرف سے ہو

جو تیرا رب کہے وہی حق ہے

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ تو اے نبی ﷺ آپ شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو جائیں

آیات 148 تا 152

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا اور ہر کسی کے لیے ایک جانب (قبلہ) مقرر ہے سو وہ اسی کی طرف رُخ کرتا ہے

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ تو تم بھی نیکیوں میں سبقت کرو

اسی کی طرف منہ کرو جو تمہارے لیے مقرر کر دیا ہے

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا جہاں کہیں بھی تم ہو گے اللہ تعالیٰ تم سب کو اکٹھا کر دے گا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جس جگہ سے بھی آپ نکلیں سو آپ مسجد حرام کی طرف ہی اپنا رخ پھیر لیا کریں

اب بار بار یہ حکم آ رہا ہے۔ اس میں حکمتیں ہیں جن کی تفصیل تفسیر کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اللہ نے بار بار اس کو دہرایا ہے تاکہ جو آبائی رسومات صدیوں کے تسلسل کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہیں وہ ختم ہو جائیں اور سب لوگ اہل کتاب بھی اور مدینے والے بھی اور مکے والے بھی اب اسی کو قبلہ سمجھیں کہ یہ قبلہ ہے اور رہتی دنیا تک مسلمانوں کا یہی قبلہ رہے گا۔

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ اور بے شک یہی حق ہے تیرے رب کی طرف سے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اور اللہ بے خبر نہیں ہے اس سے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جہاں سے بھی آپ نکلیں آپ اسی مسجد حرام کی طرف اپنا رخ کر لیا کریں

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ اور جس جگہ بھی تم ہوا کرو اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف کیا کرو

انفرادی طور پر بھی حکم ہے اجتماعی طور پر بھی حکم ہے کہ اسی کی طرف رخ کیا کریں۔

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ تاکہ نہ رہے لوگوں کے پاس تم سے جھگڑنے کو کوئی موقع

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ سوائے اُن لوگوں کے جو ظالم ہیں

ضدی ہیں، بے انصاف ہیں

فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِیۡ تم ان سے مت ڈرو مجھ سے ڈرو

وَلِاُتِمَّ نِعۡمَتِیۡ عَلَیۡکُمۡ اوراس واسطے کہ کامل کروں میں تم پر اپنی نعمت

وَلَعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۰﴾ اورتا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ

اس میں دراصل جو مضمون ہے وہ یہ ہے اور تورات میں بھی لکھا یہ تھا کہ اصل قبلہ اللہ کا یہی گھر ہے جو مکے میں ہے یعنی بیت اللہ/مسجد حرام لیکن یہود نے بعد میں بیت المقدس (ہیکل سلیمانی) کو اپنا قبلہ بنالیا تھا اب مسلمان اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے تو وہ کہتے رہے ٹھیک ہے، ادھر سے رخ پھیرا ہے تو کچھ ضدی اہل کتاب مسلمانوں کے ساتھ بحث کرنے لگ گئے کہ یہ کیا ہو گیا تم نے وہ قبلہ چھوڑ دیا اصل قبلہ تو وہ تھا لیکن اللہ نے حقیقت بیان فرمادی کہ وہ بھی جانتے ہیں کہ اصل قبلہ یہی تھا۔ اگر قبلہ کی تبدیلی نہ ہوتی اور آپ ﷺ اس مکے والے قبلے کی طرف منہ کر کے نمازیں نہ پڑھتے تو اہل کتاب میں جو تورات کے جاننے والے ہیں ان کا الزام آپ پر آتا کہ اصل قبلہ تو وہ ہے آپ تو ہمارے جھوٹے قبلے کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ لہٰذا اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ اصل قبلہ یہی ہے یہ جو کچھ ضدی قسم کے اہل کتاب درمیان میں روڑے اٹکائیں گے ان کی مخالفت پر نہ جائیں تورات میں بھی لکھا تھا کہ اصل قبلہ یہی ہے آپ اسی کو اطمینان کے ساتھ اختیار کیجیے یہی اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اہل ایمان کو بھی اسی کی ہدایت کرتے رہیے۔ یہ ساری چیزیں تورات میں اسی طرح درج ہیں جیسے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تفاصیل اور نشانیاں درج تھیں۔

اب اس دعا کا ذکر ہے جو حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے مانگی تھی کہ وہ دعا قبول ہو گئی ہے اب وہ رسول جن کے بارے میں اللہ سے گزارش کی تھی آچکے ہیں

كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ جیسا کہ بھیجا ہے ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول

یَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وہ تمہیں ہماری آیتیں (قرآن) پڑھ کر سناتا ہے

وَ یُزَکِّیۡکُمۡ وَ یُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں

وَ یُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾ اور سکھاتا ہے تم کو وہ جو تم نہیں جانتے تھے

اس میں ذرا سی ترتیب مختلف ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے اللہ سے دعا کرتے ہوئے جن چار باتوں کا ذکر کیا تھا ان میں تزکیہ چوتھے نمبر پر تھا۔ اللہ نے جو دعا کو قبول کیا ہے صاف ظاہر ہے اس میں اگر کوئی بہتری کی گنجائش تھی اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ان چاروں کاموں میں جو اعلیٰ ترتیب اور احسن درجہ ہو سکتا تھا وہ ترتیب دے کر سامنے رکھ دیا ہے یعنی تزکیہ کو دوسرے نمبر پر رکھ دیا ہے۔ گویا ہم نے دعا قبول کر لی ہے اور اس میں جو کمی تھی اس کو بھی ہم نے پورا کر دیا ہے اور ہم نے وہ دعا قبول کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیج دیا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ سوائے مسلمانو! تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا

یہ دو طرفہ معاملہ ہے اللہ کے ساتھ۔ تم اللہ کو یاد رکھو اللہ تمہیں یاد رکھے گا یعنی اللہ تمہیں بھلائے گا نہیں، تمہیں مشکل میں نہیں ڈالے گا تمہیں کہیں اکیلا نہیں چھوڑ دے گا دشمنوں کے حوالے نہیں کر دے گا۔

وَاشْكُرُوْا لِيْ اور تم میرا شکر کرو

میرا احسان مانو میری نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہو

وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ اور میری ناشکری نہ کرو

قرآن مجید میں دوسری جگہ پر ہے ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے میں تمہیں اور نعمتیں عطا فرماؤں گا ﴿وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ اور اگر تم ناشکری کرو گے تو پھر میری پکڑ بڑی سخت ہے۔ تو یہاں بھی فرمایا تم میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔

اَلنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ کی خصوصی اہمیت

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مدیر حکمت بالغہ جناب انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب نے تنظیم اسلامی کی طرف سے جاری انسدادِ سود مہم کے حوالے سے مذکورہ عنوان سے ایک خطاب کیا، جسے تحریری شکل میں لاکر افادۂ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾

صدق اللہ العظیم

اللہ تعالیٰ کا سورۃ العصر میں ارشاد پاک ہے:

زمانے کی قسم ہے (زمانہ گواہ ہے) تمام انسان گھاٹے میں ہے (خسارے میں ہے، گھاٹے میں رہیں گے خسارے میں رہیں گے) سوائے ان لوگوں کے جو کہ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور انھوں نے ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کی اور انھوں نے ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کی۔

سورۃ العصر بالکل واضح الفاظ میں بیان کر رہی ہے کہ آخرت میں کامیابی کیسے ہوگی؟ آخرت میں خسارے سے بچنا کیسے ممکن ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے چار شرائط قسم اٹھا کر بیان

کی ہیں کہ ان چار شرائط کے بغیر آخرت میں انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ چاروں چیزیں انسان کے کردار میں موجود نہیں ہیں، انسان کی زندگی کا حصہ نہیں ہیں تو ایسا انسان یقیناً خسارے میں رہے گا۔ اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کے گنجائش نہیں ہے۔ آخرت کی کامیابی چاہیے تو پھر ان چاروں چیزوں میں سے انسان کو حصہ حاصل کرنا ہے۔ ایمان، پھر نیک اعمال اور پھر نیک ہو کر بھی کامیابی نہیں ہے جب تک کہ انسان دوسرے انسانوں کو سیدھا راستہ نہ دکھائے، دوسرے انسانوں کو حق بات کی تلقین نہ کرے۔ اور پھر بھی کامیابی نہیں جب تک کہ انسان اس راستے میں ثابت قدمی نہ دکھائے۔ یہ معاملہ کوئی ایک آدھ دن کا نہیں ہے کہ ایک دن نیک عمل کر لیا تو کامیابی ہے بلکہ یہ تو مرتے دم تک کا کام ہے۔ ایمان، آخری سانس ایمان پر نکلے گا تو کامیابی ہوگی، آخری نماز جو انسان کی زندگی میں آئے وہ بھی ادا کرنی ہے وہ بھی فرض ہے چاہے عمر سو سال ہو گئی ہے چاہے ایک سو بیس سال ہو گئی ہے نماز تو معاف نہیں ہے، سچ بولنا آخری سانس تک ضروری ہے، حلال کھانا آخری سانس تک ضروری ہے یہ نیک اعمال بھی آخری سانس تک چاہئیں۔ اس کے بعد پھر دین کی تبلیغ ہے یہ کام بھی مسلسل کرنے کا ہے اور اس راستے میں جو بھی تکلیف آئے برداشت کرنی ہے ثابت قدمی دکھانی ہے۔ تو قرآن مجید کامیابی کا یہ راستہ بتا رہا ہے۔

حق بات کی تلقین کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ایک ذمہ داری **شہادۃ علَی النَّاس** بیان فرمائی ہے یعنی لوگوں پر دین کی گواہی کا کام سرانجام دینا، لوگوں تک دین اس انداز سے پہنچانا اتنا پہنچانا اتنا سمجھانا کہ قیامت والے دن انسان گواہی دے سکے کہ اللہ تعالیٰ میں نے تو پیغام پہنچا دیا۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ نے حساب کتاب لینا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کچھ بتایا ہوگا، کوئی چیز انسان تک پہنچی ہوگی تو اس کا حساب کتاب ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعے سے پیغام پہنچایا ہے۔ پیغمبروں کے ذریعے سے ہدایت کا بندوبست کیا ہے اور آنحضور ﷺ کے جانے کے بعد اب یہ کام اُمت کے ذمے ہے کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے احکامات ہیں، ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے یہ چیزیں فرض ہیں یہ چیزیں حرام ہیں۔ یہ چیزیں کرنا ضروری ہیں ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ لوگوں تک پیغام پہنچے گا تو قیامت والے دن لوگوں کا حساب کتاب ہوگا۔ قیامت والے دن

اللہ تعالیٰ کسی انسان سے پوچھے کہ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی اور وہ کہے مجھے تو کسی نے بتایا ہی نہیں کہ نماز کیا ہوتی ہے تو کون پکڑا جائے گا؟ ہم مسلمان پکڑے جائیں گے کہ ہم نے ذمہ داری ادا نہیں کی، ہم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا ہی نہیں۔ تو یہ ہے **شہادت علی الناس** کہ دین اس انداز سے پہنچا دینا کہ اتمامِ حجت ہو جائے۔ آنحضور ﷺ نے بھی مکہ والوں کو 13 سال سمجھایا تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت آئی کہ اب آپ ﷺ یہ مکہ چھوڑ کر مدینہ جاسکتے ہیں۔ تو یہ شہادت علی الناس ایک دو دفعہ بتا دینے کا نام نہیں ہے یہ تو بار بار سمجھانے والی چیز ہے کہ انسان بار بار سمجھائے اس حد تک سمجھا دے کہ حق ادا ہو جائے۔

اسی طرح حق بات کی تلقین کے ضمن میں دوسری ذمہ داری **اقامتِ دین** کی ذمہ داری ہے کہ صرف زبانی کلامی بات نہ کی جائے بلکہ عملاً نمونہ بھی لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ ایک درجہ ہے کسی کو کہنا کہ نماز پڑھا کرو جبکہ دوسرا درجہ ہے کہ نماز پڑھ کر دکھانا کہ ایسے نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہمارا دین صرف نماز نہیں ہے بلکہ دین احکامات ہیں، حلال، حرام ہے، سزائیں ہیں زکوۃ کا نظام ہے، مالی نظام ہے، سیاسی نظام ہے، معاشرتی نظام ہے۔ ایک ہے زبانی بیان کرتے رہنا اور ایک ہے کہ نظام قائم کر کے لوگوں کو دکھانا کہ یہ دین اسلام ہے۔ آنحضور ﷺ نے صرف زبانی کلامی بات نہیں کی، زبان سے بھی دین پہنچایا ہے اور عملاً دین کو نافذ کر کے بھی دکھایا ہے کہ ایسے اللہ تعالیٰ کی بندگی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو اس کام کو آگے بڑھایا لیکن عرب کی حد تک پورا دین آنحضور ﷺ نے خود نافذ کیا، مکہ فتح حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے ہے پورے عرب پر دین غالب ہو گیا۔ پورے عرب میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی حکومت باقی نہیں رہی۔

حق بات کی وصیت کے حوالے سے تیسری ذمہ داری ہے **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔ یہ بھی حق بات کی وصیت کا حصہ ہے۔ اور قرآن مجید نے اس بات کو کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے، اکٹھا ہی بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے دس مقامات ایسے ہیں کہ جس میں یہ دونوں باتیں اکٹھی آئی ہیں یہ الگ الگ کام نہیں ہیں کہ انسان نیکی کا حکم دیتا رہے دیتا رہے دیتا رہے خود ہی لوگ ٹھیک ہو جائیں گے۔ نہیں،

یہ دونوں کام کرنے ہیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔ خود آنحضور ﷺ کی زندگی پر غور کریں تو جب تک نبوت کا آغاز نہیں ہوا تھا حضور ﷺ امر بالمعروف ہی کر رہے تھے۔ لوگوں کو پتا تھا حضور ﷺ کہتے ہیں اچھے کام کرو لیکن بتوں کے بارے میں کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ یہ غلط ہے، ان کی بندگی نہیں ہونی چاہیے۔ آنحضور ﷺ نے خود کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا لیکن آپ ﷺ کے سامنے لوگ سجدہ کر رہے تھے آپ نے کبھی ان کو کچھ نہیں کہا لیکن جیسے ہی نبوت و رسالت کا آغاز ہوا اس کے بعد سے پہلا کام ہی یہی تھا کہ یہ بت غلط ہیں ان کی بندگی نہیں ہونی چاہیے یہ کچھ نہیں کر سکتے ان کے پاس کوئی طاقت نہیں ہے، نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ان کی عبادت نہیں ہونی چاہیے۔ تو رسالت کی ذمہ داری پڑتے ہی پہلا کام کیا ہوا؟ نہی عن المنکر یعنی حضور ﷺ نے برائی سے منع کرنا شروع کر دیا۔ اور یہی سب سے کڑوی بات ہے۔ چالیس سال تک حضور ﷺ امر بالمعروف کرتے رہے نیکی کا حکم دیتے رہے، اچھی بات بتاتے رہے اچھا کام کیا کرو۔ برائی سے منع نہیں کیا۔ تو لوگوں کے محبوب ترین انسان تھے چالیس سال تک لوگ الصادق اور الامین کہا کرتے تھے، امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھواتے تھے، کوئی مسئلہ ہو جاتا تو آپ ﷺ سے فیصلہ کروانے میں خوشی محسوس ہوتی تھی۔ وہ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت جھگڑا پڑ گیا تھا کہ حجر اسود کون نصب کرے گا تو حضور ﷺ جب سب سے پہلے تشریف لائے تو بڑی خوشی ہوئی بڑے اچھے انسان آ گئے، جو فیصلہ کریں گے ہم مانیں گے، لیکن جب نہی عن المنکر شروع کیا کہ یہ بت کسی کام کے نہیں ہیں، ان کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے تو کیا ہوا لوگ مخالف ہو گئے، وہی لوگ جو حضور ﷺ پر جان چھڑکتے تھے جو آپ ﷺ کو بڑا اچھا سمجھتے تھے آپ کے خلاف ہو گئے۔ آپ ﷺ کو گالیاں دینے لگ گئے آپ کو جھوٹا قرار دے دیا آپ کو جادوگر کہہ دیا آپ کو شاعر کہہ دیا آپ کو مجنوں کہہ دیا کہ جنوں کا سایہ ہو گیا ہے (معاذ اللہ) آپ کے راستے میں کانٹے بچھانے لگ گئے۔ آپ ﷺ کو پتھر مارنے لگ گئے۔ تو یہ اصل کڑوا کام نہی عن المنکر ہے کہ لوگوں کو برائیوں سے منع کیا جائے۔ انسان اپنے اوپر رکھ کے سوچے تو بالکل صحیح بات ہے۔ انسان کو کوئی آدمی نصیحت کرتا رہے نماز پڑھا کرو تو وہ کہتا ہے ٹھیک ہے پڑھ لیں گے لیکن جب کسی برائی سے روکا جائے۔ گلی میں بچے کرکٹ کھیل رہے ہوں ان کو بھی منع کر دیا جائے کہ بھئی گلی میں نہ کھیلو شیشہ ٹوٹ جائے گا ان کو بھی برا لگتا

ہے کہ ہمیں کیوں منع کر دیا ہے ہمیں کیوں روک دیا گیا۔ یہ کڑوی بات ہے لیکن قرآن مجید کہتا ہے کہ یہ کام کرنے کا ہے۔ یہی کام کرنا ہے۔ ہمارا دین اس مزاج کا نہیں ہے کہ انسان اکیلا ٹھیک ہو جائے باقی ساری دنیا جہنم میں جاتی ہے تو جائے، اس کو پرواہ ہی نہ ہو۔ یہ ہمارے دین کا مزاج نہیں ہے۔ ہمارے دین کا مزاج یہ ہے کہ انسان خود بھی ٹھیک ہو، خود بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ بنے اور باقی لوگوں کو بھی توجہ دلائے۔ باقی لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ بنانے کی کوشش کرے۔ جہاں تک اختیار پڑتا ہو، جہاں تک ہاتھ چلتا ہو انسان طاقت استعمال کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، تم میں سے جو انسان کوئی برائی دیکھے اس کو چاہیے کہ ہاتھ سے اس برائی کو روک دے۔ ہاتھ سے اس برائی کو بدل دے۔ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، ہاں اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں ہے استطاعت نہیں ہے تو زبان سے بدلے۔ زبان سے اس کے خلاف بات کرے زبان سے روکے، زبان سے منع کرے۔ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، زبان کی طاقت بھی نہیں ہے تو دل میں برا جانے دل سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے، سوچے کہ یہ برائی کیسے ختم ہو سکتی ہے۔ وَذَالِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ اور یہ دل سے برا جاننا، برائی کے خلاف دل میں نفرت رکھنا اور سوچنا کہ یہ کام میں نے کبھی نہ کبھی بدل دینا ہے، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ اگر برائی کے خلاف دل میں نفرت بھی نہیں رہی تو پھر ایمان شک میں ہے۔ اس سے نیچے کوئی ایمان نہیں ہے کہ انسان خود ہی برائی میں ملوث ہو جائے۔ برائی پر خوش ہونے لگ جائے۔ آج تو ہمارا حال یہی ہے کہ ہم برائی پر خوش ہیں، ہمارے اندر برائی کے لیے نفرت ختم ہو چکی ہے، ہم تو برائی کے کاروبار کر رہے ہیں، ہم تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاروبار کر رہے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ دل میں برائی کے خلاف نفرت رکھنا، غصہ رکھنا، دل میں یہ ہونا کہ اس برائی کو میں نے ختم کرنا ہے ابھی طاقت نہیں ہے ابھی میں ہاتھ سے نہیں روک سکتا، ابھی طاقت نہیں ہے میں زبان سے بھی بات نہیں کر سکتا حالات بڑے خراب ہیں لیکن میں اس کو بدلوں گا۔ یہ ہے دل سے برا جاننا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ انسان کو آگے بڑھ کے کام کرنا چاہیے۔ بندۂ مومن کو برائی کے خلاف زبان سے بات کرنی چاہیے۔ یہ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے۔ سورۂ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ پوری امت کو بنایا ہی اس لیے گیا تھا،

آنحضور ﷺ کے ذریعے سے جو امت تشکیل پائی، میں بھی اس کا حصہ ہوں اور آپ بھی اس کا حصہ ہیں، ہمارے رہبر اور رہنما آنحضور ﷺ ہیں جو آدمی بھی کلمہ پڑھ لیتا ہے وہ اس امت میں شامل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم ایک بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے۔

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے منع کرتے ہو۔

وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ اور خود بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

غلط فہمی نہ پیدا ہو جائے کہ ہم تو دوسروں کے لیے پیدا کیے گئے ہیں ہمیں خود نیکی کی ضرورت نہیں ہے۔ خود بھی ہم نے سیدھا رہنا ہے۔ یہ امت اس لیے بنائی گئی ہے کہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اور لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حکم دے۔ ہمارے دین کا مزاج یہی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا جب بچہ سات سال کا ہو جائے اس کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب بچہ دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے اس کو مارو۔ اپنا بیٹا تو اپنے اختیار میں ہے جو آدمی مسلمان ہے اس کے ذمے ہے کہ اپنی اولاد کی، اپنی اگلی نسل کی تربیت کر کے جائے، نیکی کا حکم دے کے جائے، برائی سے منع کر کے جائے اور جہاں پر اختیار چلتا ہو ہاتھ استعمال کرے۔ اپنے بیٹے پر باپ کو اختیار ہے اگر وہ دس سال کا ہو گیا ہے اور کہنے کے باوجود نماز نہیں پڑھتا تو ہاتھ استعمال کر کے اس کو نیکی کی طرف لائے۔ برائی سے اس کو روکے۔ لیکن اگر پڑوسی کا بارہ سال کا بچہ نماز نہیں پڑھتا تو آپ اسے مار نہیں سکتے۔ خود بخود دوسرا درجہ آجائے گا کہ پیار سے سمجھائیں گے زبان استعمال کریں گے بیٹا نماز پڑھا کرو، بیٹا مسجد جایا کرو اور کوئی آدمی کسی اور ملک میں ہے جو نماز نہیں پڑھتا تو نہ وہاں زبان سے پیغام پہنچ سکتا ہے نہ انسان کا ہاتھ پہنچتا ہے۔ انسان دل سے برا جانے گا۔ تو یہ کام ہے جو کرنے کا ہے۔ اس کے لیے اس امت کی تشکیل کی گئی۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ جو تیسری شرط ہے آخرت میں ناکامی سے بچنے کے لیے اس کے اندر یہ بات شامل ہے کہ انسان اس کردار کا حامل ہو۔ اور اس کی بڑی بہترین وضاحت

آنحضورﷺ نے مختلف احادیث میں فرمائی ہے۔ ہمارے ذہن میں نیکی کا تصور یہ ہے کہ ہم ایمان لے آئیں اور خود نیک بن جائیں شاید بیڑا پار ہو جائے گا لیکن اس کی وضاحت آنحضورﷺ نے ایک حدیث میں فرمائی ہے۔فرمایا: أَوحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى جِبرِيلَ عَلَيهِ السَّلَامُ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو حکم دیا:أَنِ اقلِبْ مَدِينَةَ كَذَا وَكَذَا بِأَهلِهَا کہ فلاں فلاں بستی کو اس کے رہنے والوں سمیت اُلٹ دیا جائے، اس بستی کو تباہ کر دیا جائے فَقَالَ: يَا رَبِّ اِنَّ فِيهِمْ عَبدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعصِكَ طَرفَةَ عَينٍ، حضرت جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے رب! اس بستی میں تو آپ کا ایک ایسا فرمانبردار بندہ بھی ہے کہ جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی (اور آپ کا حکم ہے کہ اس بستی کو الٹ دیا جائے۔ جبرائیل بھی حیران ہیں کہ کیا کرنا ہے اس آدمی کو بچانا ہے یا نہیں بچانا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اقلِبهَا عَلَيهِ وَ عَلَيهِمْ، سب سے پہلے بستی کو اس آدمی پر اُلٹو، اس کے بعد باقی بستی تباہ کی جائے۔ فَاِنَّ وَجهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ کیونکہ یہ انسان ایسا تھا کہ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کے احکامات ٹوٹتے تھے اور اس کے ماتھے پر بل بھی نہیں آتا تھا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

نیک انسان تھا لیکن اپنی ہی نیکی میں مگن تھا۔ دائیں بائیں لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے تھے اس کو پرواہ ہی نہیں تھی۔ تو یہ تصور کہ ہم خود نیک ہو گئے ہیں شاید یوں کامیاب ہو جائیں گے یہ تصور ٹھیک نہیں ہے۔ سورۂ والعصر بھی یہ کہہ رہی ہے کہ جب تک ایمان نہیں ہو گا جب تک نیک اعمال نہیں ہوں گے جب تک حق بات کی تلقین نہیں ہو گی انسان کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ تو ہمارے ذمے ہے ہماری بنیادی دینی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ ہم خود بھی نیک بنیں اور ساتھ ساتھ نیکی پھیلائیں۔ خود بھی برائی سے بچیں اور ساتھ ساتھ برائی سے منع کریں جہاں ہاتھ چلتا ہو وہاں ہاتھ چلائیں جہاں زبان سے بات ہو سکتی ہو زبان استعمال کریں۔ جہاں کوئی ایسا انسان ہے کہ جہاں زبان سے بات بھی نہیں کر سکتا دل میں نفرت ہو دل میں کڑھن ہو دل میں انسان کے اُبال آئے کہ یہ برائی کیوں ہے یہ برائی ختم ہونی چاہیے۔ میری آنکھوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیوں ہوتی ہے انسان اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے طاقت دے میں اس کو ختم کر دوں۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں اس کا دنیاوی نقصان بھی بتایا گیا ہے آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود پر قائم رہنے والوں اور ان میں کوتاہی کرنے والوں اور جو لوگ کوتاہی کرنے والوں کو منع نہ کریں ان کی مثال ایسے ہے جیسے کہ کچھ لوگ دو منزلہ کشتی میں سفر کر رہے ہیں کچھ لوگ اوپر والی منزل میں سوار ہیں اور کچھ لوگ نیچے والی منزل میں سوار ہیں۔ نیچے والی منزل کے لوگ پانی بھرنے کے لیے اوپر والی منزل پر آتے ہیں جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی ہے پریشانی ہوتی ہے پانی گرتا ہے آنا جانا ہے DISTURBANCE ہے اور نیچے والی منزل والوں کو بھی پتہ لگ گیا کہ اوپر والے لوگ ہم سے پریشان ہیں اور نیچے والی منزل سے ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنا شروع کر دیتا ہے کہ چلو نیچے سے پانی نکال لیتے ہیں۔ ایسے ہی اوپر جا کر پانی بھرنا پڑتا ہے نیچے سے سوراخ کر لیتے ہیں نیچے بھی تو پانی ہی ہے۔ تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بالکل یہی مثال ہے منع کرنے کی اگر اوپر والے نیچے والی منزل والوں کو روک لیں کہ بھئی سوراخ نہ کرو تو خود بھی بچ جائیں گے اور نیچے والوں کو بھی بچا لیں گے اور اگر اوپر والی منزل والے کہیں کہ ہمیں کیا نیچے منزل والے اپنی منزل میں سراخ کر رہے ہیں ہمیں کیا ہم تو اوپر ہیں تو کیا ہوگا نیچے والی منزل والے بھی ڈوبیں گے اور اوپر والے بھی ڈوب جائیں گے اوپر والے بھی نہیں بچ سکتے۔ (صحیح البخاری) فرمایا یہ مثال ہے برائی سے منع کرنے کی۔

معاشرے میں برائی شروع ہوتی ہے نیک شریف لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے بچے تو اس سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن ہوتے ہوتے برائی گھر میں آجاتی ہے۔ یہ فلمیں یہ ڈرامے یہ کیبل، یہ سینما یہ انڈین فلمیں یہ کیا ہیں۔ نہی عن المنکر نہ کرنے کا ایک دنیاوی نقصان ہے۔ انسان کے سامنے برائی ہو رہی ہو اور انسان مطمئن بیٹھا رہے کہ میں تو بچا ہوا ہوں۔ ایک دن وہ انسان خود بھی اس میں مبتلا ہو جائے گا۔ برائی اتنی پھیلے گی اتنی پھیلے گی کہ انسان کا اپنا بچنا بھی ناممکن ہو جائے گا۔ تو یہ برائی کو روکنا ہمارے بنیادی دینی فرائض میں سے ہے۔

برائی کو روکنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان خود برائی سے رُکتا ہو۔ حدیث میں ہے کہ جہنمی بعض لوگوں کو جہنم میں دیکھ کر حیران ہوں گے کہ تم تو اتنے نیک آدمی تھے تم دنیا میں نیکی کا حکم دیتے تھے برائی سے منع کرتے تھے تم جہنم میں کدھر پھر رہے ہو تو وہ کہیں گے کہ ہاں ہم تمہیں

نیکی کا حکم دیتے تھے لیکن خود نیکی نہیں کیا کرتے تھے تمہیں برائی سے منع کرتے تھے اور خود برائی سے رکتے نہیں تھے۔ تو اس طرح دنیا کے اوپر تو رعب جمایا جا سکتا ہے کہ ہم بڑے نیک لوگ ہیں اگر انسان خود نیکی پر نہیں چل رہا خود برائی سے نہیں بچ رہا تو اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ تو برائی سے روکنا یہ ہماری دینی ذمہ داریوں میں سے ہے، اس سے پہلے کا STEP یہی ہے کہ انسان خود برائیوں سے بچے خود نیکی پر چلتا ہو۔ ہاں اس کے بعد پھر یہ ذمہ داری بھی ہے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔

اجتماعیت جس طرح کی مرضی ہو وہ تین حصوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ کسی اجتماعیت کا ایک سیاسی نظام، ایک معاشی نظام اور ایک معاشرتی نظام ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے معاشی نظام میں اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نافرمانی اور ایک بہت بڑی برائی ہے اور وہ سود کا نظام ہے۔ ایک ہے کسی ایک انسان کا سود لے لینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سخت ترین نافرمانی ہے۔ ایک یہ ہے کہ تمام مسلمان مل کر اللہ تعالیٰ کی اس نافرمانی پر اُتر آئیں۔ آج ہم پاکستان کے شہری مل کر اس نافرمانی میں شریک ہیں۔ ہماری ہی حکومت ہے جو سود پر قرضے لیتی ہے۔ ہمارے ملک میں اندرونی طور پر بھی سود جاری ہے اور بیرونی طور پر بھی سود جاری ہے۔ ہمارے اپنے شہر میں جو کئی بینک کھلے ہوئے ہیں ان میں ہمارے مسلمان بھائیوں کے ہی کھاتے ہیں یہ سود پر قرضے لے رہے ہیں اور سود دے رہے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید اس برائی کی شدید ترین مذمت کر رہا ہے۔ عقیدے میں سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ شرک کرے۔ اعمال کے اندر سب سے بڑی برائی جس کی مذمت قرآن مجید میں اور احادیث میں آئی ہے وہ سود ہے۔ جس کو معاشرے میں برا سمجھا ہی نہیں جا رہا۔ ہم اس حد تک گر چکے ہیں، ہم اس حد تک نافرمان ہو چکے ہیں ہم اس حد تک برائی کے عادی ہو چکے ہیں کہ ہمیں برائی برائی لگتی ہی نہیں ہے۔ ہمیں سود سود محسوس ہی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اَلرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ (ابن ماجہ) سود کے 70 درجے ہیں سب سے کم درجہ کا سود یہ ہے کہ انسان اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ (صحیح مسلم) رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر، سود دینے والے پر،

سود کا معاملہ لکھنے والے پر، سود کے معاملے کا گواہ بننے والے پر۔ گویا جو آدمی بھی سود کے لین دین میں شریک ہے براہِ راست یا بالواسطہ، اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ یہ ایسی خطرناک برائی ہے۔

اس برائی سے بچنے کا پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان انفرادی طور پر اس سے بچے۔ ہم میں سے کوئی انسان اگر کسی سودی معاملے میں ملوث ہے تو آج سے ہی توبہ کرے۔ سورۂ بقرہ کی آیات ہیں:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور جو بھی سود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔

جو پہلے ہو چکا ہے اور جو سود پہلے لے لیا ہے اس کا حساب کتاب الگ ہوگا۔ آج کے بعد سے سود نہیں ہونا چاہیے اگر تم واقعتاً ایمان والے ہو۔ ہاں اگر ایمان ہی نہیں ہے اگر صرف نام کے مسلمان والی کیفیت ہے تو انسان جو مرضی کرتا پھرے۔ جس آدمی کے دل میں حقیقتاً ایمان ہے اس کا دل تو اللہ تعالیٰ کی اس بات کو سن کر تڑپ جانا چاہیے لرز جانا چاہیے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا اور اگر تم سود چھوڑنے پر تیار نہیں ہو

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

نماز چھوڑنے پر یہ دھمکی نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ ہو جائے گی۔ روزہ چھوڑنے پر بھی یہ دھمکی نہیں ہے۔ یہ سود اتنا برا گناہ ہے، اس کی شناعت اتنی زیادہ ہے اس کا نقصان اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا اگر تم سود نہیں چھوڑتے تو تمہاری اللہ اور اس کے رسول سے جنگ ہے۔

ادھر ہماری اُمیدیں اور دعوے کیا ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری سفارش کریں گے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی، اُدھر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر تم سود نہیں چھوڑو گے تو رسول اکرم ﷺ تمہارے طرف نہیں بلکہ تمہارے خلاف کھڑے ہوں گے۔ لہٰذا پہلا درجہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اس برائی کو چھوڑ دے۔ سود پر قرضہ لیا ہوا ہے یا سود پر قرضہ دیا ہوا ہے اس سے فوراً جان چھڑا لے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ یہ ہے کہ اجتماعی طور پر بھی ہم مسلمان اس سود کی برائی سے بچ جائیں۔ ہماری ملک کی عدالت نے فیصلہ دے دیا ہے کہ سود حرام ہے اس سے بچنا ہے اور حکومت کو کچھ مہلت بھی دی ہے کہ چند سال میں اس کو ختم کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے سن لیا ہوگا کہ

ہمارے ہی ملک کے کچھ بینکوں نے اپیل بھی دائر کردی کہ اس پر دوبارہ غور کیا جائے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں دوبارہ غور کیا جائے؟ کیا نماز کے بارے میں دوبارہ غور کیا جاسکتا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آ گیا ہے کہ نمازیں پانچ ہیں تو پھر چاہے سو فیصد لوگ بھی کہہ دیں کہ چھ ہونی چاہئیں تو بھی چھ نہیں ہوسکتیں۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ سود حرام ہے دوبارہ غور و خوض کر کے سود حلال نہیں کیا جاسکتا۔ اور ہم اجتماعی طور پر اس گناہ میں ملوث ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا درجہ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ ہے یعنی جس برائی کو انسان ہاتھ سے روک سکتا ہے اسے ہاتھ سے روک دے، تو سب سے پہلے انسان یہ فیصلہ کرے میں اس برائی سے نا صرف بچنے کی کوشش کروں گا بلکہ میں نے اس برائی سے رکنا ہے، میرے گھر میں سود کا پیسہ نہیں آئے گا۔ اپنے آپ کو اور اپنے گھر کو اس برائی سے پاک کروں گا۔ پھر ساتھ ساتھ ہم نے اجتماعی طور پر بھی اس برائی کو ختم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اصولاً یہ ہونا چاہیے کہ لوگ اکٹھے ہوں ایک جماعت بنے، پاکستان میں 97% مسلمان ہیں لیکن یہاں ہمارا دین نافذ نہیں ہے۔ انگریز کا قانون نافذ ہے جو یہاں سے جاچکا ہے، ہم اس سے آزاد ہوچکے ہیں لیکن قانون اسی کا چل رہا ہے۔ کہیں چوری ہوجائے تو اللہ کا قانون قرآن مجید کہتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جانا چاہیے، اور انگریز کا قانون کہتا ہے کہ چھ مہینے جیل ہوجائے۔ تو ہمارے ملک میں کس کا قانون ہے؟ کیا آج تک ہمارے ملک میں کسی چور کا ہاتھ کٹا ہے؟ ایسا نہیں ہوا۔ کوئی چوری ثابت بھی ہوجائے تو جیل ہوجائے گی کیونکہ انگریز کا قانون ہے کہ جیل ہونی چاہیے۔ ہمارے ملک میں 97 فیصد مسلمان ہونے کا کیا فائدہ ہے کہ جس قرآن مجید پر ہمارا ایمان ہے اس کے مطابق ہمارے ملک میں فیصلے نہیں ہوتے۔ یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ اقامت دین کے حوالے سے یہ بات سامنے آچکی ہے کہ دین کو قائم کرنا بھی ہماری ذمہ داریوں میں سے ہے۔ اس کے لیے وقت لگانا، اس کے لیے پیسہ لگانا مال خرچ کرنا اس کے لیے جان تک قربان کردینا یہ بھی ہماری ذمہ داریوں میں سے ہے۔ سورۂ صف کے دوسرے رکوع میں فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے دے۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مال کے ساتھ اور جان کے ساتھ۔ یہ جدوجہد کریں گے تو دردناک عذاب سے نجات ملے گی۔ یہ بھی نہی عن المنکر ہی کا ایک حصہ ہے۔ آج ہم ملکی سطح پر اپنے ہاتھ کے ذریعے سود کو ختم نہیں کر سکتے لیکن زبان سے تو بات کر سکتے ہیں، احتجاج تو کر سکتے ہیں کہ ہمیں سود ناپسند ہے ہمیں سود منظور نہیں ہے۔ لیکن وہ انسان زبان سے بات کرنے کے لائق ہے جو خود اپنے آپ کو سود سے پاک کر چکا ہو۔ ادھر انسان نے بینک میں سود والا اکاؤنٹ کھولا ہوا ہو اور کہتا ہو کہ وہ سود کے خلاف ہے تو وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ ایسے انسان کی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ سب سے پہلے انفرادی طور پر ہم اپنے آپ کو سود سے پاک کریں اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں پھر محنت بھی کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کے لیے آواز بھی اٹھائیں۔ یہ ایک اچھا موقع آیا ہے کہ ہماری عدالت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سود کو ختم کیا جائے، اب اس کے خلاف اپیل نہیں کرنی چاہیے۔ ایک مسلمان ہونے ہوئے اس کے خلاف اپیل کیسے کر دیں۔ کیا کسی برے کام کو جاری رہنا چاہیے؟ کیا برائی کی اجازت دینی چاہیے؟ یہ بات تو ایمان کے منافی ہے۔

اسی سلسلے میں آخری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بات دو جگہ ارشاد فرمائی ہے کہ دنیا میں جو عذاب آئے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے صرف اُن لوگوں کو بچایا ہے جو برائی سے منع کرتے تھے۔ سورۃ اعراف میں بنی اسرائیل کی ایک بستی کا واقعہ بیان فرمایا جو بستی دریا کے کنارے پر تھی اور وہ لوگ مچھلی کا شکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا یہودیوں کے لیے حکم تھا کہ ہفتے کا پورا دن اللہ کی بندگی میں گزارنا ہے اس دن کوئی دنیاوی کام نہیں کرنا۔ لیکن وہ لوگ ہفتے کے دن کھالے بنا کر مچھلیوں کو ایک جگہ اکٹھا کر لیتے تھے اور اتوار کو جا کر ان کو پکڑ لیتے تھے۔ اور کہتے یہ تھے کہ ہم نے مچھلیاں تو نہیں پکڑیں۔ وہاں بستی کے لوگ تین قسم کے ہو گئے: ایک وہ لوگ تھے جو غلط کام کیا کرتے تھے یعنی ہفتے والے دن نالیاں بنایا کرتے تھے اور اتوار کو مچھلیاں پکڑا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو مچھلیاں بھی نہیں پکڑتا تھا اور منع بھی نہیں کرتا تھا۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو مچھلیاں بھی نہیں پکڑتا تھا اور منع بھی کرتا تھا کہ یہ کام غلط ہو رہا ہے یہ کام نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں فرمایا کہ ہم نے صرف ان لوگوں کو عذاب سے نجات دی

جو کہ برائی سے منع کیا کرتے تھے اور ظالموں کو ہم نے عذاب میں پکڑ لیا۔

تو یہ بات کوئی اضافی نیکی نہیں ہے کہ نہی عن المنکر کر لیں گے ٹھیک ہے ورنہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نہیں۔ یہ کام نہیں کریں گے تو عذاب میں مبتلا ہوں گے، یہ کام نہیں کریں گے تو آخرت میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکے گی۔ خسارے میں مبتلا ہو جائیں گے۔ تو یہ بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے اور یہ دونوں باتیں جڑی ہوئی ہیں۔ جس طرح میں نے پہلے بیان کیا کہ قرآن مجید کے دس مقامات ہیں جن میں دونوں لفظ اکٹھے آئیں ہیں۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔ تو یہ کام ہم کریں گے تب جا کر آخرت میں نجات ہے۔ اور انہی برائیوں میں سے ایک برائی کی طرف میں نے آپ کی توجہ دلا دی کہ جس سے روکنے کے لیے بہت ساری دینی جماعتیں بھی کام کر رہی ہیں کہ یہ کام ختم ہونا چاہیے۔ یہ برائی سب سے بڑی برائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں اجتماعی سطح پر کوئی شرک نہیں ہے۔ ہمارا کوئی بت نہیں ہے جس کو ہم سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم توحید پر ہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کلمہ پڑھتے ہیں لیکن اعمال میں سب بڑا جو گناہ ہے سود والا گناہ اس میں ہم بھرپور ملوث ہیں اور خوشی خوشی ملوث ہیں تو سب سے بڑی برائی کی طرف توجہ کرنی چاہیے ہمیں انفرادی طور پر بھی اس سے توبہ کرنی چاہیے اور جہاں تک بس چلتا ہو طاقت سے ہاتھ سے، نہ بس چلتا ہو تو زبان سے اس کے خلاف بات کرنی چاہیے کہ یہ برائی ہے اس سے ہمارے پاک وطن اسلامی جمہوریہ پاکستان کو پاک ہونا چاہیے جو کہ اسلام کے نام سے بنا تھا جو کہ کلمے کے نام پر بنا تھا اس کے اندر سود کیسے چل سکتا ہے جوڑ ہی نہیں بنتا مسلمانوں کا ملک ہو اور اللہ تعالیٰ کے خلاف جنگ ہو، مسلمانوں کا ملک اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے جنگ ہو کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق دے کہ ہم ایک ایک کر کے ساری برائیوں کو چھوڑ دیں اور آغاز بڑی برائی سے کریں اللہ تعالیٰ کی اس نافرمانی سے اور اللہ تعالیٰ کے خلاف جو جنگ ہے اس سے ہم باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو صحیح راستہ اختیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

دورِ فتن کی علامات

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حصہ اوّل

محمد نعمان اصغر

ا۔ فتنوں سے آگاہی

i. نبی اکرم ﷺ نے فتنوں پر طویل خطبہ دیا: علباء بن احمر نے کہا کہ حضرت ابو زید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے تو ہمیں خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ (منبر سے) اترے، ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ اترے، نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا تھا (سب) ہمیں بتا دیا۔ ہم میں سے زیادہ جاننے والا وہی ہے جو یادداشت میں دوسروں سے بڑھ کر ہے۔ (صحیح مسلم)

ii. فتنے بارش کی طرح برسیں گے: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر چڑھے۔ پھر فرمایا کہ میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں فتنوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں داخل ہو رہے ہیں۔ (صحیح بخاری)

iii. فتنوں سے قبل اعمال میں جلدی کرنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے نیک عمل میں سبقت (جلدی) کرو۔ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے، دھوئیں، دجال، زمین کے چوپائے، خاص طور پر تم میں سے کسی ایک کو پیش آنے والے معاملے (بیماری، عاجز کر دینے والا بڑھاپا یا کوئی رکاوٹ) اور ہر کسی کو پیش آنے والا معاملہ (مثلاً اجتماعی گمراہی، فتنے کے زمانے میں قتل عام وغیرہ)۔(صحیح مسلم)

iv. فتنے اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے: (1)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندھیری رات کی طرح چھا جانے والے فتنوں کے ظہور سے پہلے اعمال میں جلدی کرو۔ آدمی صبح مومن ہوگا لیکن شام کو کافر ہو جائے گا۔ یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا۔ دنیا کے مال کے بدلے اپنا دین بیچے گا۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

(2)۔ ایسے لوگ سمجھ بوجھ سے عاری، آگ کے پروانوں کی طرح بے عقل اور مکھیوں کی طرح حریص ہوں گے۔(مسند احمد)

۲۔ ہمہ گیر فتنے

i. فتنے ٹوٹے ہار کی طرح ظاہر ہوں گے: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کی یا دورِ فتن کی) لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔ اگر لڑی کاٹ دی جائے تو موتی ایک دوسرے کے پیچھے گرتے چلے جاتے ہیں۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

ii. فتنوں میں امتیاز نہ کیا جاسکے گا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم کفر کے شر میں تھے اللہ تعالیٰ نے اس شر کو ختم کر دیا اور آپ کے ہاتھوں پر خیر (اور دین اسلام) کو لے آیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اس خیر کے بعد پھر شر آئے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فتنے ہوں گے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح پے در پے آئیں گے۔ وہ گائیوں کے چہروں کی طرح ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں گے اور تم ان میں امتیاز نہیں کر سکو گے (مسند احمد)

iii. فتنے سمندر کی موجوں کی طرح ہوں گے: ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے آئے تو انہوں نے کہا کہ کل جب ہم ان کے پاس بیٹھے تھے تو انہوں نے صحابہ سے پوچھا کہ۔۔۔۔ یہ بتلاؤ کہ تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان فتنوں کے بارے میں سنا جو سمندر کی موجوں کی طرح آئیں گے؟ ان کا یہ سوال سن کر لوگ خاموش ہوگئے۔ میں سمجھا کہ وہ مجھ ہی سے پوچھ رہے ہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ میں بیان کروں؟ انہوں نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے تم ہی بیان کردو۔ میں نے کہا کہ چٹائی کے پھیلاؤ کی طرح فتنے رونما ہوں گے۔ جو دل ان فتنوں سے محفوظ رہا اس میں سفید نقطہ لگا دیا جائے گا۔ اور جو دل اس فتنے میں ملوث ہوگیا اس میں سیاہ نقطہ لگا یا جائے گا۔ یہاں تک کے نقطے لگتے لگتے دل دو قسم کے ہو جائیں گے۔ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں ان کو کوئی فتنہ بھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا اور کچھ سیاہ ہو کر کوزے کی مانند اس طرح الٹ جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی ہتھیلی کو الٹا کر کے بات کو واضح کیا۔ وہ کسی اچھائی کو اچھائی اور برائی کو برائی نہیں سمجھیں گے اور صرف اپنی خواہشات میں مگن ہوں گے۔ (مسند احمد)

iv. فتنوں سے بچاؤ ممکن نہ ہوگا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسے فتنے برپا ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہونے والا ان میں چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چلنے والا ان میں دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ جو دور سے ان کی طرف جھانک کر بھی دیکھے گا تو وہ ان کو بھی سمیٹ لیں گے۔ اس وقت جس کسی کو کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا بچاؤ کا مقام مل سکے تو وہ اس میں چلا جائے۔ (صحیح بخاری)

v. فتنے اندھے اور بہرے ہوں گے: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ میں خیر سے محروم نہیں رہوں گا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حذیفہ اللہ تعالی کی کتاب سیکھو اور جو اس میں ہے اس کی اتباع کرتے رہو (تین بار فرمایا)۔ کہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی؟ فرمایا صلح ہوگی خیانت والی۔ اتفاق و اجتماع ہوگا مگر

کدورت والا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول اَلْھُدْنَۃُ عَلَی الدَّخَنِ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے دل پہلے کی سی کیفیت پر واپس نہیں آئیں گے۔ کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ فرمایا کہ فتنہ ہوگا اندھا اور بہرا۔ اور اس کے قائد دوزخ کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے ہوں گے ۔۔۔۔ تو اے حذیفہ رضی اللہ عنہ اگر تم اس حال میں مرجاؤ کہ تم کسی درخت کی جڑ کو چبانے والے ہو تو یہ کیفیت بہتر ہوگی کہ ان میں سے کسی کی اتباع کرو۔(ابوداؤد)

vi. فتنوں سے کوئی جگہ محفوظ نہ ہوگی: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روایت میں تذکرہ ہے کہ فتنوں کے دور میں ایک شخص اردگرد کے حالات کو دیکھ کر غور کرے گا کہ آیا کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں اس جگہ (جہاں وہ رہتا ہے) جیسے فتنے نہ ہوں تو اسے کوئی ایسی پرسکون جگہ نہ ملے گی۔ بس یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت سے پہلے قتل عام ہوگا اور ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ایسا زمانہ ہمیں اور تمہیں پائے۔(مسند احمد)

۳۔ گمراہ حکمران

i. اچھے حکمران قتل کر دیے جائیں گے: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم اپنے اماموں (خلفاء و اچھے حکمرانوں) کو قتل نہ کرو، اپنی تلواروں سے ایک دوسرے کو قتل نہ کرو اور برے لوگ تمہاری دنیا کے وارث نہ بن جائیں۔(جامع ترمذی، ضعیف)

ii. متکبرین کی حکومت ہوگی: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت اکڑ اکڑ کر چلنے لگے (دنیادار اور متکبر بن جائے) اور بادشاہوں کی اولاد یعنی فارس و روم کے بادشاہوں کی اولاد ان کی خدمت کرنے لگے تو اس وقت ان کے برے لوگ ان کے اچھے لوگوں پر مسلط کر دیئے جائیں گے۔(جامع ترمذی)

iii. بے وقوف اور گمراہ حکمران ہوں گے: حضرت عابس غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اعمال میں جلدی کرو بیوقوفوں کی حکومت اور سپاہیوں کی کثرت سے پہلے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی امت پر گمراہ کن اماموں (حاکموں) سے ڈرتا ہوں۔ (جامع ترمذی)

iv. کم فہم لوگ حکمران ہوں گے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ستر (سال کی عمر) کی ابتداء سے (ہلاک کر دینے والا بڑھاپا) اور بچوں کی امارت (کم عمر اور ناپختہ لوگ حکمران بن جائیں گے۔ واللہ اعلم) سے اللہ کی پناہ مانگو۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)۔

v. معاملات نااہل لوگوں کے سپرد ہوں گے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک بدو نے آ کر پوچھا اے اللہ کے رسول قیامت کب آئے گی؟ ۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امانتوں کو ضائع کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ امانتوں کو ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں گے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (مسند احمد)

۴۔ زنا، شراب نوشی، گانا بجانا اور بے پردگی

i. زنا اور شراب نوشی عام ہو جائے گی: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زنا کا عام ہو جانا اور شراب نوشی کی کثرت قیامت کی نشانیوں میں ہے۔ (جامع ترمذی)

ii. امت میں خسف، مسخ اور قذف ہوگا: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں خسف (دھنس جانا)، مسخ (صورت بدل جانا) اور قذف (پتھر برسنا) واقع ہوگا۔ ایک مسلمان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ایسا کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب ناچنے والیاں اور باجے عام ہو جائیں گے اور شراب خوب پی جائے گی۔ (جامع ترمذی)

iii. سود، زنا اور شراب عام ہو جائے گی: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے سود، زنا اور شراب عام ہو جائے گی۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)

iv. **فحاشی و فحش گوئی عام ہو جائے گی:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ فحاشی اور فحش گوئی اور قطع رحمی عام ہو جائے گی۔ خائن کو امین سمجھا جائے گا اور امین کو خائن سمجھا جائے گا۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)

v. **شراب کا نام بدل دیا جائے گا:** حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ شراب کا نام بدل کر اسے حلال کر لے گا۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)

iii. **تباہی کی پندرہ نشانیاں:** حضرت علی رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ چیزیں کرنے لگے تو اس پر مصیبت نازل ہو گی۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون سی چیزیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جب مالِ غنیمت کو دولت، امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے، آدمی اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے، اپنے دوست پر احسان کرے اور اپنے باپ پر ظلم کرے، مساجد میں آوازیں بلند ہوں، رذیل آدمی اپنی قوم کا لیڈر بن جائے، شر کے خوف سے آدمی کی عزت کی جائے، شراب پی جائے، ریشم پہنا جائے، گانے والی لونڈیاں اور باجے رکھے جائیں اور اس اُمت کے آخر میں آنے والے پہلوں پر لعنت بھیجیں تو اس وقت تم سرخ آندھی یا زمین میں دھنسنے اور صورت تبدیل ہونے کا انتظار کرو۔ (جامع ترمذی، ضعیف)

۵۔ عورتوں کا غلبہ اور بے پردگی

i. **عورتوں کی حکمرانی تباہی لائے گی:** حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ فارس کی سلطنت والوں نے بوران نامی کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس کی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں ہو۔ (صحیح بخاری)

ii. **عورتوں کی کثرت ہو گی:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، قیامت کی نشانی ہے کہ عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت ہو گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں پر ایک نگران ہو گا۔ (جامع ترمذی)

iii. **عورتیں با اختیار ہوں گی:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جب تمہارے حکمران تمہارے اچھے لوگ ہوں، اور تمہارے مالدار لوگ تمہارے سخی ہوں اور تمہارے کام باہمی مشورے سے ہوں تو زمین کی پیٹھ (یعنی زندگی) تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے حکمران تمہارے برے لوگ ہوں، اور تمہارے مالدار تمہارے بخیل لوگ ہوں اور تمہارے کام عورتوں کے ہاتھ میں چلے جائیں تو زمین کا پیٹ (یعنی موت) تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ (جامع ترمذی، ضعیف)

vi. باریک لباس کا بھیانک اُخروی انجام ہے: نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خزانے نازل کیے ہیں اور کتنے فتنے اُتارے ہیں۔ ان حجرہ والیوں کو کوئی بیدار کیوں نہ کرے۔ آپ کی مراد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے تھی تا کہ یہ نماز پڑھیں۔ بہت سی دنیا میں باریک کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ (صحیح بخاری)

v. بے پردہ خواتین ملعون ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے آخری زمانے میں (ایسے لوگ ہوں گے کہ) ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ ان کے سر کمزور بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں ملعون ہیں ان پر لعنت کرنا (مسند احمد)

نوٹ: بے لباس ہونے سے مراد باریک اور چست لباس پہننا ہے۔

٦۔ برائی کا غلبہ

i. برائی غالب آجائے گی: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عربوں کی تباہی اس بلا سے ہوگی جو قریب آ لگی ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہوگیا ہے۔ (آپ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا)۔ پوچھا گیا کہ کیا ہم اس کے باوجود ہلاک ہو جائیں گے کہ ہم میں صالحین بھی ہوں گے۔ فرمایا ہاں جب برائی بڑھ جائے گی۔ (صحیح بخاری)۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب شر اور گندگی زیادہ ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم)

ii. امتوں کی بیماری مسلمانوں کو جکڑ لے گی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت کو داء الامم (امتوں کی بیماری) جکڑ لے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ داء الامم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بد گوئی، تکبر، ایک دوسرے سے مال کی کثرت کی خواہش، دنیا میں مقابلہ، بغض، حسد، حتیٰ کہ وہ شخص سرکش بن جائے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)

iii. ناکارہ لوگ باقی رہ جائیں گے: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ اللہ تعالیٰ اہل زمین میں اپنی شرط پوری نہیں کرلے گا۔ پھر صرف ایسے ناکارہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن کو نہ نیکی کی معرفت ہوگی اور نہ وہ برائی کو برائی سمجھیں گے (مسند احمد)

iv. لوگ بظاہر خیر خواہ، باطن میں دشمن ہوں گے: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو بظاہر بھائی بھائی (اور خیر خواہ) دکھائی دیں گے لیکن باطنی طور پر ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ کسی نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کیوں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں بعض کی بعض کی طرف رغبت اور بعض کی بعض سے ڈرنے کی وجہ سے (مسند احمد)

۷۔ بُرے لوگوں کا تسلّط

i. برے لوگ باقی رہ جائیں گے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح چن لئے جاؤ گے جس طرح نکمّی اور ردی کھجوروں میں سے (عمدہ) کھجوریں چن (اکٹھی کر) لی جاتی ہیں۔ اچھے لوگ (دنیا سے) چلے جائیں گے اور برے لوگ رہ جائیں گے۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو مر جانا (یعنی ایسی زندگی موت سے بھی بدتر ہوگی)۔ (سنن ابن ماجہ)

ii. اچھے لوگ اٹھا لئے جائیں گے: حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خشک یا تر کھجوریں پیش کی گئیں۔ صحابہ نے کھائیں اور سوائے گٹھلیوں اور بے کار کھجوروں کے کچھ نہیں بچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ تم میں سے بہترین آدمی ایک ایک کر کے چلے جائیں گے حتیٰ کہ تم میں سے اس گٹھلی

اور بے کار کھجور کی طرح بچیں گے (یعنی نا کارہ لوگ ہی باقی بچیں گے)۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

iii. بدترین لوگ اوپر آجائیں گے: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قرب سے ہے کہ بدترین لوگ اوپر آجائیں گے اور اچھے لوگوں کو پیچھے کردیا جائے گا۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

iv. کمینے لوگوں کا اکرام کیا جائے گا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرو۔سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے، دجال، دھویں، دابۃ الارض، قیامت (یہ نشانیاں دوسری احادیث میں بھی بیان ہو چکی ہیں)اور کمینے لوگوں کا اکرام (عزت و توقیر) کئے جانے سے پہلے۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

v. کمینے لوگ معزز بن جائیں گے: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ کمینہ بن کمینہ کو لوگوں میں معزز ترین نہیں سمجھا جائے گا۔(مسند احمد)

۸۔کفر و شرک

i. لات وعزی کی دوبارہ پرستش ہوگی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دن اور رات (کا سلسلہ)اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک کہ لات اور عزی کی عبادت (دوبارہ) نہ ہونے لگے۔(صحیح مسلم)

iii. کچھ قبائل مشرکین سے مل جائیں گے: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں اور بتوں کی پرستش کریں گے۔(جامع ترمذی)

iii. بتوں کے گرد چکر لگائے جائیں گے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دوس قبیلہ کی عورتیں چوتڑ ذوالخلصہ نامی بت کے گرد چکر لگاتے ہوئے حرکت نہیں کریں گی۔یہ (یمن کے علاقے میں) تبالہ کے مقام پر ایک بت تھا۔دوس قبیلے کے لوگ اسلام سے قبل اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔(مسند احمد)

iv. قبروں کو سجدہ گاہ بنایا جائے گا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدترین لوگ وہ ہیں جن کو قیامت زندہ پالے گی (یعنی جن پر قیامت قائم ہوگی) اور وہ جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں۔ (مسند احمد)

v. زمین پر کوئی مومن نہ رہے گا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہنا ختم نہ ہو جائے۔ (مسند احمد)

۹۔ قتل وغارت

i. قاتل ومقتول کو پتہ نہ ہوگا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ دنیا ختم نہیں ہوگی حتی کہ لوگوں پر ایک ایسا دن بھی آئے گا کہ قاتل کو پتہ نہیں ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا اور نہ مقتول کو پتہ ہوگا کہ اسے کس بات پر قتل کیا گیا؟ عرض کیا گیا یہ کس وجہ سے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنے کی وجہ سے۔ قاتل اور مقتول (دونوں) جہنمی ہوں گے۔ (صحیح مسلم)

ii. قتل وغارت کی کثرت ہوگی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھرج کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگوں نے سوال کیا یہ ھرج کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قتل، قتل۔ (صحیح بخاری)

iii. مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے: حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہرج'' سے مراد مشرکین کا قتل کرنا نہیں ہے بلکہ تم مسلمانوں کا ایک دوسرے کو قتل کرنا مراد ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ جب یہ صورت حال ہوگی تو ہماری عقلیں کہاں جائیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دور کے لوگوں کی عقلیں ان سے چھین لی جائیں گیا اور نا سمجھ لوگ اقتدار حکومت پر غالب ہوں گے کہ ان کی اکثریت خود کو صحیح سمجھے گی جب کہ وہ کسی دینی چیز (بنیاد) پر نہیں ہوں گے۔ (مسند احمد)

iv. قریبی لوگوں کو قتل کیا جائے گا: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک آدمی اپنے پڑوسی، بھائی اور والد کو قتل کرنے

نہ لگ جائے۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

v. قتل وغارت قیامت تک چلے گی: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے متعلق گمراہ حکمرانوں کا اندیشہ ہے۔ جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو وہ روز قیامت تک ان سے نہیں اٹھائی جائی گی۔(جامع ترمذی، ابوداؤ)

۱۰۔حالات کی سنگینی

i. لوگ موت کی تمنا کریں گے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش میں اسی کی جگہ ہوتا۔(صحیح بخاری)۔ یہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق کی وجہ سے نہیں ہوگا(بلکہ حالات کی سنگینی، سخت مصائب اور فتنوں کی وجہ سے ہوگا)۔(مسند احمد)

ii. آنے والا دور پہلے سے برا ہوگا: زبیر بن عدی روایت کرتے ہیں کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے حجاج کے طرزعمل کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا کہ صبر کرو کیوں کہ تم پر جو دور بھی آتا ہے تو اس کے بعد آنے والا دور اس سے بھی برا ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو۔ میں نے یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔(صحیح بخاری) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاملہ ہمیشہ سخت سے سخت ہوتا چلا جائے گا۔(سنن ابن ماجہ)

iii. دین پر چلنا ہاتھ میں انگارہ پکڑنے جیسا ہوگا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں اپنے دین پر صبر کرنے والا آدمی ایسا ہوگا جیسے ہاتھ میں چنگاری پکڑنے والا۔(جامع ترمذی)

iv. دنیا آزمائشوں کی جگہ بن جائے گی: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ دنیا میں صرف آزمائش اور فتنہ ہی باقی رہ گیا ہے(یعنی امن وسکون ختم ہوجائے گا)۔(سنن ابن ماجہ)

v. لوگوں میں بے اعتنائی اور لاپرواہی آجائے گی: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے فتنے ظاہر ہوں گے اور ھرج

ہوگا۔۔۔اور لوگوں میں اس قدر بے اعتنائی اور لا پرواہی آ جائے گی کہ کوئی کسی کو نہیں پہچانے گا (بے حسی اور خود غرضی کا دور دورہ ہوگا)۔(مسند احمد)

۱۱۔ مال و دولت کی کثرت

i. لوگ دنیا کے حریص ہوں گے: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قریب آ گئی ہے۔ لوگ دنیا کی حرص (لالچ) میں زیادہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے دور ہوں گے۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

ii. حلال و حرام کی پرواہ ختم ہو جائے گی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان مال کے بارے میں یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔(مسند احمد)

iii. مال کی کثرت ہو جائے گی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی بلکہ بہہ پڑے گا اور یہاں تک کہ صاحب مال کو اس کا فکر دامن گیر ہوگا کہ اس کا صدقہ قبول کون کرے گا۔ اور یہاں تک کہ وہ پیش کرے گا لیکن جس کے سامنے پیش کرے گا وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔(صحیح بخاری)

iv. لوگ بڑی عمارتوں پر فخر کریں گے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ بڑی بڑی عمارتوں پر آپس میں فخر کریں گے۔ ایک سے بڑھ کر ایک عمارت بنائیں گے۔(صحیح بخاری)

v. دولت کی ناقدری ہو جائے گی: عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے تب بھی وہ ناراض رہے گا (وجہ حرص بھی ہو سکتی ہے اور مہنگائی ہونے کے سبب دولت کی ناقدری بھی)۔(سنن ابن ماجہ)

vi. تجارت عام ہو جائے گی: طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے مخصوص لوگوں کو سلام کیا جائے گا اور تجارت عام ہو جائے گی حتیٰ کہ بیوی تجارتی امور میں اپنے خاوند کی مدد کرے گی۔(مسند احمد) (باقی برصفحہ 57)

تربیتِ اولاد کے اسلامی اُصول

شیخ محمد بن جمیل زینو رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود

گانے بجانے کے متعلق شرعی حکم:

ا......حق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا﴾ [لقمان: ٦]

''اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ اور فضول حکایتوں کو خریدتے ہیں، تاکہ اللہ کے راستے سے بغیر علم کے گمراہ کریں اور ان آیات کا مذاق اُڑائیں۔''

جمہور مفسرین کا خیال ہے کہ آیتِ مذکورہ میں ﴿لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ سے مراد گانا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس سے مراد گانا ہی لیا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانے بجانے اور آلاتِ موسیقی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

۲......شیطان نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا تو اس موقع پر ربّ العزت والجلال نے شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾ [الإسراء: ٦٤]

''ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے، بہکا لے۔''

یہاں آواز سے مراد گانے بجانے اور آلاتِ موسیقی ہیں۔

۳......سرورِکائنات ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَیَکُونَنَّ مِنْ أُمَّتِی أَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَ الْحَرِیرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ ......)) (صحیح بخاري، رقم:۵۵۹۰)

اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ میری اُمت میں اسلام کے ایسے دعوے دار بھی ہوں گے جو زنا کے ارتکاب، اصلی ریشم کے استعمال، شراب نوشی اور سماعِ موسیقی کو جائز خیال کریں گے، حالانکہ یہ چیزیں حرام ہیں۔

حدیث میں مذکور ''معازف'' سے ہر قسم کی وہ سُر اور آواز مراد ہے جس کو سن کر آدمی جھوم اُٹھتا ہے، جیسا کہ سارنگی، بانسری، ڈھول، ڈگڈگی اور باجے وغیرہ کی آواز ہے، حتیٰ کہ گھنٹی کی آواز بھی انھی آوازوں میں شامل ہے، اس لیے کہ گھنٹی کے بارے میں سرورِ دوعالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((الجرس مزامیر الشیطان.))(صحیح مسلم، رقم: ٢١١٤)

''گھنٹی شیطان کے آلاتِ موسیقی میں سے ہے۔''

یہ حدیث گھنٹی کے اپنی آواز کی وجہ سے مکروہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور لوگ اس گھنٹی کو اپنے چوپایوں کی گردنوں کے ساتھ اس لیے باندھا کرتے تھے کہ یہ اپنی شکل وصورت میں نصاریٰ کے اس ناقوس کے ساتھ مشابہت رکھتی تھی جس کو وہ اپنی مذہبی رسوم کی ادائیگی کے موقع پر بجایا کرتے تھے۔ اگر آج اس کی ضرورت محسوس ہو تو اس گھنٹی کی بجائے "Bird Bell" سے کام لیا جاتا ہے۔

کتاب القضاء میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ

"الغناء لهو مكروه يشبه الباطل، ومن استكثر منه فهو سفيه، ترد شهادته."

''گانا بجانا لطف اندوز ہونے والی ایسی مکروہ چیز ہے جو حرام کے بہت قریب ہے۔ کثرت کے ساتھ اس سے لگاؤ رکھنے والا انسان احمق و بے وقوف ہے اور ایسے شخص

کی گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا۔''

آج کل شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر گائے بجانے والے گیت، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر کیے جانے والے گانے اکثر و بیشتر عشق و محبت، بوس و کنار، محبوب سے ملاقات، معشوق کے خدوخال کی رعنائی اور اس کے قد و قامت کی خوب صورتی کے تذکروں کے علاوہ جنسی باتوں سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ایسے گانے نوجوانوں کے جذبات کو بھڑکانے اور ان میں ہیجانی کیفیت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں اور پھر ان کو فحاشی و بے راہ روی کے راستے پر ڈال کر ان کے اخلاق کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ جب گلوکار اور گلوکارائیں (یہ ایسے لوگ ہیں جو اسٹیج اور فن کے نام پر لوگوں کے مالوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں اور پھر حرام کی کمائی سے یورپ اور دیگر ممالک میں بڑے بڑے بنگلے اور کاریں خرید کر پُرتعیش زندگی بسر کرتے ہیں) آلاتِ موسیقی کی دھنوں پر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اپنے اخلاق باختہ گیتوں اور جنسی فلموں کے ذریعے قوم کے اخلاق کی بربادی کا مزید ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نوجوان طبقے کی ایک کثیر تعداد ان لوگوں کے پھیلائے ہوئے فتنہ و فساد کے جال میں پھنس کر اللہ رب العزت کے علاوہ ان گلوکاروں کی محبت سے اپنے دل کی دنیا کو آباد کرنے کے درپے ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ۱۹۶۷ء میں جب مسلمان فوج صہیونیوں کے ساتھ میدانِ کارزار میں نبرد آزما تھی، اس وقت ریڈیو اناؤنسر مسلمان فوجیوں کو بہادری و شجاعت کے جوہر دکھانے کی غرض سے مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے: ''آپ اپنے قدموں کو برابر بڑھاتے چلے جائیں، اس لیے کہ تمھارے دلوں کو گرمانے اور ان میں جوش و جذبہ پیدا کرنے کے لیے فلاں اور فلاں گلوکار اور گلوکارہ تمھارے ہم رکاب ہے اور جب تک یہودی مجرموں کا استقبال عبرت ناک شکست و ریخت نہیں کرتی، تب تک آپ اپنی پیش قدمی جاری رکھیں!''

حالانکہ بحیثیتِ مسلمان اس کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے فوجیوں کو مخاطب کر کے اس طرح کہتا: ''دشمن کی طرف پیش قدمی جاری رکھو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہر قسم کی تائید و نصرت کے ساتھ تمھاری مدد کو ہے۔''

ایک گلوکارہ جو ہر ماہ مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں باقاعدگی سے ایک تقریب میں

فن کا مظاہرہ کرتی تھی، اس نے تو ۱۹۶۷ء کی جنگ سے پیشتر ہی اپنے مداحوں کو یہ ''مژدہ'' سنادیا تھا کہ اگر ہم (مصری) لڑائی جیت گئے تو وہ اپنا آئندہ پروگرام قاہرہ کی بجائے تل ابیب میں پیش کرے گی! لیکن دوسری جانب مسلمان قوم کے طرزِعمل کے بالکل برعکس یہودیوں کی یہ حالت تھی کہ جنگ جیتنے کے بعد وہ (اپنے عقیدے کے مطابق) اللہ تعالیٰ کے حضور تشکر کے جذبات لیے ہوئے دیوارِگریہ کے پاس کھڑے اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکرادا کرتے ہیں کہ اس کی تائید ونصرت سے وہ اس جنگ میں کامیابی سے ہم کنار ہوئے ہیں۔

ظلم تو یہ ہے کہ وہ ترانے جن کو دین ومذہب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ان میں بھی بہت سارے ترانے قابلِ اعتراض خیالات واَفکار سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ایک مذہبی ترانے کا مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں شاعر کیا کہہ رہا ہے ۔

وقيل: كل نبي عند رتبته　　　ويا محمد! هذا العرش فاستلم

''اور کہا جائے گا کہ ہر نبی اپنے مقام ومرتبے پر کھڑا رہے اور اے محمد ﷺ! یہ رہا عرش، آگے بڑھ کر اس کو تھام لیجیے''

شعر کا دوسرا مصرع تو صاف اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ اور بہتان ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو حقیقت سے بالکل ہٹی ہوئی ہے!

گانے بجانے سے بچاؤ کا بہترین علاج:

۱: ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ پر نشر ہونے والے گیت سننے سے احتراز کیا جائے، خصوصاً انتہائی فحش اور سازوں کی دھن پر گائے جانے والے گانوں کی سماعت سے سختی کے ساتھ پرہیز کیا جانا چاہیے۔

۲: موسیقی اور گانے بجانے کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے سب سے مؤثر ہتھیار اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآنِ پاک کی تلاوت سے اپنے آپ کو لیس رکھنا ہے اور اس سلسلے میں سورۂ بقرہ اپنا ایک خاص اثر رکھتی ہے۔ سورۂ بقرہ کی اس خصوصیت کو سرورِ کائنات ﷺ نے یوں بیان فرمایا ہے:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِى تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ))(صحيح مسلم، رقم: ٧٨٠)

''شیطان اس گھر سے دم دبا کر بھاگ نکلتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہو''

قرآنِ حکیم کی خصوصیت کے بارے میں خالقِ کائنات کا ارشاد ہے:

﴿يَآَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [یونس: ۵۷]

''اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت، سینوں کی بیماریوں کا علاج اور مومنوں کے لیے ہدایت ورحمت آ چکی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ، آپ ﷺ کے روزمرہ کے معمولاتِ زندگی پر گہری نگاہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات وواقعات سے متعلق واقفیت موسیقی اور گانے بجانے سے بچاؤ کے لیے بہت مفید اور کارآمد ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ (جاری ہے)

بقیہ از دورِ فتن کی علامات

vii. مال ودولت فتنہ بن جائے گا: حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ یقیناً ہر امت کا ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)

viii. زمانہ قریب ہو جائے گا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''زمانہ قریب ہو جائے گا (وقت تیزی سے گزرے گا) اور عمل کم ہوتا جائے گا اور دلوں میں لالچ ڈال دیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہونے لگیں گے۔'' (صحیح بخاری)

ix. بکریاں چرانے والے حکمران بن جائیں گے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ بکریوں کے چرواہے لوگوں کے سردار اور حکمران بن جائیں گے اور ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور بھوکے لوگ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جائیں گے اور لونڈیاں اپنے مالک یا مالکہ کو جنم دیں گی۔ (والد اور والدہ گھر کے ملازم بن جائیں گے اور اولاد کام کرنا پسند نہ کرے گی، واللہ اعلم)۔ (مسند احمد)

یادِ فاروقی

ابوفیصل محمد منظور انور

سنے کون قصۂ دردِ دل میرا غم گسار چلا گیا
جسے آشناؤں کا پاس تھا وہ وفا شعار چلا گیا

گزشتہ سال 13 ستمبر، بروز سوموار مجھے ملک عبدالمجید صاحب نے جب فون کر کے فاروقی صاحب کے انتقال کی اطلاع دی تھی تو مجھے ان کی موت کا یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ دو روز قبل ان سے ملاقات ہوئی تھی اور ان پر ایسے کوئی آثار بھی نہیں تھے، اور اس دن بھی میں معمول کے مطابق ان کے پاس قرآن اکیڈمی آنے کے لیے تیاری کر رہا تھا۔ یہ اطلاع سن کر میں کافی دیر خاموش بیٹھا رہا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا پھر دو تین دوستوں کو فون کر کے اس خبر کی تصدیق کی اور پھر قرآن اکیڈمی چلا آیا۔ آج مرحوم کو ہم سے بچھڑے ایک سال گزر گیا ہے۔ مرحوم کی زندگی بھی قابل رشک تھی کہ قرآن کی خدمت میں گزری، اور موت بھی کہ نماز جنازہ میں ملک بھر سے تقریباً تمام مکاتب فکر کے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی تھی جن میں مذہبی و سیاسی جماعتوں کے رہنماء، علماء، ائمہ مساجد، وکلاء، صحافی، اساتذہ، طلباء اور عام شہری شامل تھے۔ نیز یہ بھی ان کی خوش نصیبی کی بات ہے کہ ان کی نماز جنازہ ان کے بیٹے عبداللہ اسماعیل صاحب نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

میری فاروقی صاحب سے تقریباً بیس سال قبل ملاقات ہوئی تھی جب وہ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کے ساتھ وکی ہوٹل جھنگ میں منعقد ایک خصوصی نشست کے میزبان تھے۔ پھر باقاعدہ ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا جھنگ میں منعقدہ کسی بھی مذہبی تقریب میں جب ملتے تو بڑے خلوص

کے ساتھ ملتے اور ڈھیروں باتیں ہوتیں۔اس سے قبل میں انھیں کسی بھی تقریب میں دیکھتا تو حیران رہ جاتا تھا کہ نہایت سادگی کا پیکر ایک بزرگ بالکل سادہ سے لباس میں ملبوس سر پر پگڑی باندھے نظر آتے۔ میں روزنامہ خبریں لاہور کے ساتھ منسلک تھا اور اکثر و بیشتر ضلع کونسل جھنگ کی عمارت میں واقع پاکستان ٹائمز کے دفتر میں جہاں راقم اور چودھری صدیق صادق مرحوم اکٹھے بیٹھے تھے ان سے ملاقاتیں رہیں جہاں پر وہ ہفتے دس دنوں بعد تشریف لاتے تھے۔ایک دن انھوں نے ایک دینی رسالہ نکالنے کا عندیہ ظاہر کیا تو راقم نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور اپنی طرف سے ہر قسم کے تعاون اور رہنمائی کی یقین دہانی کروائی۔ ماہنامہ حکمت بالغہ کے ڈیکلریشن کے سلسلے میں ڈی سی جھنگ سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور بالآخر اجازت نامہ مل گیا جب پہلا شمارہ شائع ہوا تو بڑے ہی شاداں اور مسرور تھے،انھوں نے مجھ سے ’حکمت بالغہ‘ کیلئے کالم لکھنے کی فرمائش کی جسے میں نے قبول کیا اور پچھلے دس بارہ سالوں سے لکھ رہا ہوں۔ پھر انھوں نے مجھے مجلّہ کی مجلس ادارت کے مشاورتی بورڈ میں شامل کرلیا۔ جب میں نے ایک این جی او(سی پی ڈی آئی) مرکز برائے امن وترقیاتی اقدامات اسلام آباد کی طرف سے ریجنل ڈائریکٹر کی ذمہ داری سنبھالی تو مصروفیات بڑھ گئیں اور ملاقاتیں کم ہونے لگی۔ مرحوم کہا کرتے یہ کیا تم نے این جی او کی ملازمت کرلی ہے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اکثر این جی اوز ملک دوست نہیں ہیں جو ہمارے قیمتی راز دوسرے ممالک کو فراہم کرتی ہیں۔ میں ان کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا مگر مرحوم کبھی بھی میری باتوں سے قائل نہ ہوسکے بلکہ اکثر و بیشتر یہ موقف دہراتے رہے کہ یہ این جی اوز مغربی ممالک سے فنڈز لے کر ان کو معلومات دے کے ایک قسم کی جاسوسی کرتی ہیں۔ مجھے جب بھی ملتے تو کہتے آئیں مل کر قرآن کی تعلیم کو عام کریں۔ میں نے این جی او کی ملازمت کو چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ قرآن اکیڈمی میں آنا شروع کردیا جو بدستور جاری ہے۔

انجینئر مختار حسین فاروقی نے جھنگ میں انجمن خدام القرآن اور قرآن اکیڈمی جھنگ کی بنیاد رکھی۔ بے شک اس اکیلے انسان نے دن رات ایک کرکے اپنے دوستوں اور رفقاء کے تعاون سے ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرکے قابل تقلید مثال قائم کی۔ اپنے حصے کا کام کرکے ہم رفقاء کے لیے بہت بڑی ذمہ داری چھوڑ کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور ہم سب رفقاء کے لیے

بہت بڑا ٹاسک چھوڑ کر گئے کہ ہم اس کو ایک کامیاب اور عظیم دینی ادارہ بنانے کے لیے ان کے خواب پورے کریں۔ اللہ کرے ہم ان کے مشن کو آگے بڑھانے میں کامیاب ہوسکیں۔ مرحوم کو ہم سے بچھڑے ایک سال ہو گیا ہے مگر ان کی یاد کبھی بھی دل سے محو نہیں ہوئی اکثر ایسا ہوا کہ گھر سے قرآن اکیڈمی کے لیے روانہ ہوا گاڑی میں بیٹھا گھڑی پر نظر پڑی تو خیال آیا آج چند منٹ کی پھر تاخیر جائے گی اور فاروقی صاحب جو پابندی وقت کی اکثر تلقین کرتے رہتے تھے آج پھر سرزنش ہو گی مگر وہاں پہنچ کر انھیں کرسی پر نہ بیٹھا دیکھ کر بڑی اداسی ہوتی۔ یہ تو میرا وہم ہوتا کیونکہ وہ تو ہمیں چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ وقت کی پابندی کا یہ عالم کہ سب سے پہلے اپنے آفس میں پہنچ جاتے۔ میں دس سال سے قرآن اکیڈمی جا رہا تھا مگر ہمیشہ ان کو سب سے پہلے دفتر میں موجود پایا۔ جمعتہ المبارک کے دن ترجمہ قرآن کا سلسلہ بڑی باقاعدگی جاری رکھے ہوئے تھے اگر وہ وہ شہر سے باہر دور دراز علاقے میں بھی ہوتے تو درس قرآن کے لیے مسجد میں پہنچ جاتے تھے۔ یقیناً وہ اپنی ذات میں انجمن تھے۔ جمعیت علماء پاکستان کے رہنماء مولانا محمد انور چیمہ صاحب اور رائے اعجاز احمد بھٹی ایڈووکیٹ صاحب سے انھیں خاص لگاؤ اور الفت تھی ہفتے عشرے بعد ان سے ملاقات کے متمنی ہوتے اور اس کے لیے مجھے ہی ان کو ٹیلیفون کرنے اور ان سے ملاقات کا وقت طے کرنے کا کہتے۔ دونوں اصحاب اکثر و بیشتر قرآن اکیڈمی میں آتے تو وہ ان سے مختلف موضوعات پر رائے لینے کے ساتھ قرآن کی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کے لیے مشاورت کرتے۔ مرحوم یہودیوں کی اسلام دشمن سازشوں کو تحریر و تقریر کے ذریعے بے نقاب کرتے تھے اس موضوع پر ان کے مضامین کا مجموعہ، ان کی کتاب 'صیہونیت' بہت اہم ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ دینی جماعتوں کے علماء کرام اکٹھے ہوں اور مل کر اسلام دشمن قوتوں کے خلاف اور دین اسلام کی سربلندی، ہم آہنگی اور اتحاد ملت کے لیے مشترکہ کوشش کریں تاکہ اسلام دشمن طاقتوں کو ہمارے اتحاد کا پیغام ملے۔ ہر ماہ و دو ماہ بعد میرے گھر یا مولانا محمد انور چیمہ کے گھر تھوڑی دیر کے لیے ضرور تشریف لاتے تھے۔ جہاں مختلف موضوعات پر دلچسپ گفتگو ہوتی۔ اکثر اوقات ڈرائیور دستیاب نہ ہونے کی صورت میں گاڑی خود ڈرائیو کر کے مجھے میرے گھر چھوڑ جاتے۔ ان کی خواہش ہوتی کہ جب کبھی شہر سے باہر جائیں تو مجھے ساتھ لے کر جائیں اور مجھے ان کی رفاقت نصیب ہوتی تو میں بہت

خوش ہوتا۔ان کے ساتھ گزرے لمحات میری زندگی کا بہترین وقت تھا۔ ہر مہینے کے پہلے سوموار کو میرے گھر پر درس قرآن کے لئے تشریف لاتے سامعین کی تعداد کم ہونے کے باوجود وہ پانچ افراد کے جمع ہونے پر ہی درس شروع کر دیتے۔آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے انجینئر عبداللہ اسماعیل کو میرے گھر ہونے والا درس کو جاری رکھنے کا حکم دے دیا تھا۔ چونکہ اس وقت وہ قرآن اکیڈمی کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں تو میرے گھر میں مفتی عطاالرحمٰن صاحب درس قرآن دیتے ہیں۔زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے کہ میں جلدی چلا جاؤں گا آپ میرے ساتھیوں کو چاہئے کہ وہ میری جگہ لینے کے لیے تیاری کریں مگر شومئی قسمت ہم میں سے کوئی بھی ان کی جگہ نہ لے سکا اوران کا خلا پر نہ کرسکا البتہ ان کے منصب کو سنبھالنے کے لئے ان کے فرزندار جمند کو ہی آگے لانا پڑا کیونکہ میرے خیال میں ہمارے تمام ساتھیوں میں وہ اہلیت موجود نہیں تھی۔ جمعۃ المبارک سے قبل ترجمہ القرآن نشست اور 25 روزہ قرآن فہمی کورس کی کلاسز بھی جاری ہیں مگر مرحوم کے وژن اورخواہش کے مطابق کام کرنے کے لیے بہت سا وقت اورکوشش درکار ہے۔ان کے جانے سے جوخلا پیدا ہوا وہ اگر چہ وقتی طور پر پر ہوگیا ہے مگران کی کمی کا شدت سے احساس رہتا ہے۔اس بیدار مغز شخصیت اور عظیم انسان کی ان تھک محنت اور کاوش کے نتیجے میں بننے والی قرآن اکیڈمی کی عظیم الشان عمارت میں کئی پروجیکٹ ابھی تک شروع نہیں ہوسکے۔امید واثق ہے کہ مرحوم کے شروع کئے گئے مشن کی تکمیل کے لیے ان کے رفقاء اور جانشین کوشاں رہیں گے تا کہ ان کے ادھورے خوابوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔اس کیلئے قرآن اکیڈمی جھنگ کے کارکنان اور عہدے داران کو نئے جوش وجذبے کے ساتھ کام کرنے کی اشد ضرورت ہے تا کہ مرحوم مختار حسین فاروقی کا قرآنی تعلیم کو زیادہ سے زیاد نوجوانوں خصوصاً پڑھے لکھے افراد تک پہنچانے کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکے۔ مجھے امید واثق ہے کہ قرآن اکیڈمی سے وابستہ افراد اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے سرانجام دینے کے لیے کوشاں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اورانجمن خدام القرآن جھنگ میں شامل تمام دوستوں کو زیادہ سے زیادہ محنت اور خلوص کے ساتھ خدمتِ قرآن اور پیغامِ قرآن کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراهيم

1 امریکی سپیکر نینسی پلوسی کا دورہ تائیوان

امریکی ایوان نمائندگان کی سپیکر نینسی پلوسی نے 2 اگست کو تائیوان کا دورہ کیا۔ یہ اس طرح کے اعلیٰ عہدیدار کا 25 سال کے بعد تائیوان کا دورہ تھا۔ تائیوان کا علاقہ چینی علاقے سے صرف 160 کلومیٹر دور جزائر کا علاقہ ہے۔ چین اس کو متنازعہ کہتا ہے اور اپنا حق جتاتا ہے۔ اس طرح کے علاقہ میں دورہ کرنا اور چین کی سرحد کے پاس چین مخالف حکومت کو تھپکی دینا اس امر کی عکاسی کرتا ہے کہ امریکہ اپنے عالمی مقام کو قائم رکھنے کے لئے بھرپور کوشش کر رہا ہے اور روس اور چین کو الجھانے اور انہیں کسی لڑائی میں شامل ہونے کے لئے اکسا رہا ہے تاکہ ان کی معاشی طاقت کو کمزور کیا جاسکے۔ اس دورے کے بعد چین اور امریکہ کے تعلقات مزید شکستہ ہو گئے ہیں۔

2 القاعدہ کے لیڈر ایمن الظواہری کی کابل میں ہلاکت کا امریکی دعویٰ

یکم اگست کو امریکی صدر نے دعویٰ کیا کہ القاعدہ کے لیڈر ایمن الظواہری کو کابل میں اپنے گھر کی بالکونی میں ایک ڈرون حملے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ افغانستان کی طالبان حکومت نے اس حملہ پر احتجاج کیا اور اسے دوحہ معاہدے کی خلاف ورزی قرار دیا۔ تاہم ایمن الظواہری کی موجودگی یا ہلاکت کی تصدیق نہیں کی گئی۔ ایمن الظواہری (پیدائش 1951ء) مصری اور تعلیم کے لحاظ سے ڈاکٹر تھے، اسامہ بن لادن کے بعد ان کو لیڈر قرار دیا گیا تھا اور وہ گمنام اور خفیہ زندگی گزار رہے تھے۔ اس سے پہلے بھی ان کی طبعی موت کے حوالے سے خبریں آئی تھیں۔ امریکہ کو گزشتہ سال جو

ذلت افغانستان سے پسپائی کی صورت میں اٹھانا پڑی تھی۔اس کی سالگرہ سے پہلے امریکہ نے اپنی عزت کو بحال کرنے کی کوشش کی ہےاور یہ امریکی صدر بائیڈن کی امریکہ میں کم ہوتی مقبولیت کو سہارا بھی دے گی۔طالبان کی خودمختاری پر بھی اس واقعہ سے منفی اثرات پڑے ہیں۔اس حملے میں پاکستان کی فضائی حدود کے استعمال کی بات بھی آئی تاہم پاکستانی قیادت نے اس کی بظاہر تردید کی ہے۔

3 پاکستانی فوجی جرنیل کی ہیلی کاپٹر حادثے میں وفات

یکم اگست 22ءکو ایک پاکستانی فوجی ہیلی کاپٹر کا رابطہ اپنے سسٹم سے منقطع ہوگیا۔یہ ہیلی کاپٹر سیلاب زدگان کی مدد کے حوالے سے بلوچستان کے علاقہ لسبیلہ میں پرواز کررہا تھا اور اس میں کور کمانڈر کوئٹہ سرفراز علی اور 5 دوسرے لوگ سوار تھے۔اگلے روز یہ تباہ شدہ ہیلی کاپٹر تلاش کرلیا گیا اور موسم کی خرابی کو وجہ قرار دیا گیا۔تاہم اسی دن چونکہ ایمن الظواہری کے حوالے سے امریکی دعویٰ سامنے آیا تھا لہٰذا حادثے کے بارے میں مختلف دیگر افواہیں بھی گردش کرتی رہیں جو کہ حقیقت سے خالی معلوم ہوتی ہیں۔اتنے اعلیٰ درجے کے جرنیل کو کھودینا فوج کے لئے بڑا نقصان ہے۔

4 الیکشن کمیشن کا بیرونی فنڈنگ کے حوالے سے فیصلہ

منگل 2 اگست کو الیکشن کمیشن نے پاکستان تحریک انصاف کے خلاف فارن فنڈنگ کیس میں فیصلہ دے دیا، جس میں الیکشن کمیشن نے ان کے خلاف الزامات کو ثابت قرار دیا۔یہ کیس 2014ء سے زیرِ سماعت تھا اور 21 جون کو اس کا فیصلہ محفوظ کرلیا گیا تھا چونکہ یہ کیس تحریک انصاف کے ایک سابق عہدیدار نے کیا تھا اور مواد فراہم کیا تھا۔اس لئے مواد کو کسی کے لئے بھی رد کرنا مشکل تھا۔اس کے مطابق تحریک انصاف نے ممنوعہ افراد اور غیر ملکی اداروں سے چندہ لیا۔اور اس کے لئے ذاتی اکاؤنٹ کھولے اور رقوم مشکوک طریقے سے مختلف جگہ منتقل کیں۔اس طرح اب اس جماعت کے کالعدم قرار دیے جانے اور عمران خان کے غلط معاملات کی تصدیق سے نااہلی کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔اس سے پنجاب میں ضمنی الیکشن میں تحریک انصاف کی کامیابی مدھم ہوگئی ہے اور تحریک کو دھچکا لگا ہے۔اس فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحریک انصاف کے مالی معاملات کو انتہائی لاپروائی سے چلایا گیا اور اس صورتحال کا دفاع ان کے لئے کافی مشکل ہے۔

5 پاکستان میں غیر یقینی سیاسی صورتحال کا تسلسل

پاکستان میں صوبہ پنجاب میں 17 جولائی کو 20 نشستوں پر انتخابات میں پاکستان تحریک انصاف کو برتری ملی اور اسے اور اس کے اتحادیوں کو اسمبلی میں برتری مل گئی۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ حمزہ شہباز نے مسلم لیگ ق کے صدر کو ساتھ ملا کر داؤ کھیلا مگر پاکستانی عدالتوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور یوں پنجاب میں دوبارہ تحریک انصاف اور اس کے اتحادیوں کی حکومت بن گئی ہے۔ تحریک انصاف مزید طاقتور ہو کر مرکز سے فوری انتخابات کا مطالبہ کر رہی ہے اور اس کے پاس ایک سے زائد صوبائی حکومتیں بھی ہیں۔ لہٰذا پاکستان کی سیاسی صورتحال مسلسل غیر یقینی کی صورتحال میں ہے۔ اصل مسائل نظر انداز ہو رہے ہیں اور سیاسی جوڑ توڑ پر ہی حکومت اور اپوزیشن کا وقت صرف ہو رہا ہے۔

6 روپے کی قدر میں کمی اور عالمی مہنگائی سے پاکستان میں شدید مہنگائی

اس وقت دنیا بھر میں اشیا اور توانائی کی قیمتوں میں اضافے سے کافی مہنگائی ہے۔ تاہم پاکستان میں روپے کی قیمت میں کمی نے اس کو دو آتشہ کر دیا ہے۔ روپے کی قیمت 242 روپے فی ڈالر تک گری تاہم اب بہتر ہو کر (22 اگست) 216 روپے فی ڈالر پر آ گئی ہے۔ ان وجوہات کی وجہ سے جولائی میں مہنگائی کی شرح 24 اعشاریہ 9 فیصد رہی جو کہ اکتوبر 2008ء کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ اس صورتحال نے تنخواہ دار اور محنت کش طبقہ کو شدید متاثر کیا ہے۔

7 سعودی کمپنی آرامکو کے منافع میں ریکارڈ اضافہ

توانائی بالخصوص تیل کی قیمتوں میں اضافہ سے کچھ مسلم ممالک بالخصوص سعودی عرب کو بھرپور فائدہ ہو رہا ہے اور اس کی سرکاری تیل کی کمپنی آرامکو نے 2022ء میں اپریل تا جون صرف 3 ماہ میں 48 ارب ڈالر کے نفع کا اعلان کیا ہے۔ یہ نفع اسی مدت میں مائکروسافٹ، ایپل، فیس بک اور ٹیسلا کے مجموعی نفع سے بھی زیادہ ہے۔ اس سے سعودی عرب کو اپنی ترقی اور طویل مدتی منصوبوں میں خوب مدد ملے گی۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُمت مسلمہ کے پاس وسائل موجود ہیں اور ان کو صحیح طریقے اور دانشمندی سے خرچ کر کے بہتری لائی جا سکتی ہے۔

فرمودۂ اقبال

رہزنِ ہمت ہوا ذوقِ تن آسانی ترا
بحر تھا صحرا میں تو، گلشن میں مثلِ جو ہوا

اپنی اصلیت پہ قائم تھا، تو جمعیت بھی تھی
چھوڑ کر گل کو پریشاں کاروانِ بو ہوا

زندگی قطرے کی سکھلاتی ہے اسرارِ حیات
یہ کبھی گوہر، کبھی شبنم، کبھی آنسو ہوا

پھر کہیں سے اس کو پیدا کر، بڑی دولت ہے یہ
زندگی کیسی جو دل بیگانۂ پہلو ہوا

آبرو باقی تری ملّت کی جمعیّت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی، دنیا میں رسوا تو ہوا

فرد قائم ربطِ ملّت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

پاکستان میں حالیہ طوفانی بارشوں اور سیلاب کے پس منظر میں ایک دُعا

یَا اللّٰہُ پاکستان میں حالیہ طوفانی بارشیں، سیلاب اور ناگہانی مصیبتیں اگر تیرے علم کامل کے مطابق تیرا ہی فیصلہ ہیں تو ہم تیرے غضب اور ناراضگی سے تیری ہی پناہ چاہتے ہیں اور اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں۔

اور اگر یہ طوفانی بارشیں، سیلاب اور ناگہانی مصیبتیں تیرے علمِ کامل میں تیرے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق فتنۂ دجال کا حصہ ہیں کہ دجال جہاں چاہے گا بارش برسا دے گا اور جہاں چاہے گا خشک سالی پیدا کر دے گا، تو ہم ان کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ تو ان تمام ناگہانی مصیبتوں کا رُخ ان کے منصوبہ سازوں کے اپنے علاقوں، سرزمینوں اور آبادیوں کی طرف پھیر دے اور ہمیں ان کے شر سے محفوظ فرما۔

آمِین ـــــ یَا رَبَّ الْعَالَمِین

Vol 16
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
SEPTEMBER 2022
No 09

فکرِ فاروقیؒ

عصرحاضر میں نظامِ خلافت کے تقاضوں سے ناواقفیت

احادیث مبارکہ میں واضح طور پر الفاظ آئے ہیں جس کی بنا پر یہ بات حتمی ہے کہ قربِ قیامت میں اسلام کا اجتماعی نظام، نظامِ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگا (مسند احمد، عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)۔تاہم 1400 سال قبل کا معاشرہ اور آج کا جدید معاشرہ متعدد پہلوؤں سے بہت مختلف ہوچکے ہیں لہٰذا یہ بات غورطلب ہے کہ نظامِ خلافت اب آئے گا تو 'عصرحاضر' کے تقاضوں سے کیسے عہدہ برآ ہوگا۔اس عنوان کے تحت جتنا کام کرنے کی ضرورت ہے اور جس قدر عرق ریزی اور جانفشانی سے محنت کرنے کا تقاضا ہے اس بوجھ کی گرانی اور اہمیت سے ہی ہماری بہت سی جماعتیں لاعلم ہیں۔آج دنیا میں معلومات کا تبادلہ سیکنڈوں اور منٹوں کا معاملہ ہے۔کسی بات تقریر یا گفتگو کو زیادہ چھپایا نہیں جاسکتا ہے۔معیشت، افراطِ زر، دوسرے ملکوں سے درآمد اور برآمد کے معاملات، فوج، ملکوں کے درمیان تعلقات، عالمی سطح پر ملکوں کے درمیان معاہدے وغیرہ یہ سب موضوعات ایسے ہیں کہ جن پر اسلام کے غلبہ کے لیے کوشاں ہماری دینی جماعتوں (چاہے الیکشن میں ہوں یا مزاحمتی کردار کی حامل ہوں) کو خوب تیاری (HOMEWORK) کرنا چاہئے تاکہ ایک طرف 'وہ' آنے والے وقت میں نظامِ خلافت کے تقاضوں کو سمجھ سکیں اور دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ افراد کو باور کراسکیں کہ واقعی نظامِ خلافت ہی مسلمانوں کے جملہ اجتماعی مسائل کا واحد حل ہے۔

(حکمت بالغہ جولائی 13ء)